ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
www.tanzeem.org
36

اس شمارے میں

کون سزا دے کس کو؟

روزے کے احکام

موت ہمارے تعاقب میں!

امیر تنظیم اسلامی کا پیغام عید

بند ضرور بنائیں مگر......

عید الفطر، نعمتوں پر شکرانے کا جشن

صلیبیوں کے نزدیک اصل مسئلہ قرآن کو عَلَم بنانا ہے

ہارپ: ہوائی وسمندری طوفان وزلزلہ لانے کا ہتھیار

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

دین کیا ہے؟

عید سعید کا پیغام

عید الفطر ایک جشن مسرت ہی نہیں، ایک عبادت بھی ہے۔ یہ ایک بہت بڑی عبادت یعنی روزہ کا اختتام ہے۔ فطرہ ادا کرنے کے بعد یوم فطر کی سب سے پہلی مشغولیت عید کی نماز ہے جو اللہ کے حضور بطور شکرانہ ادا کی جاتی ہے۔ اسلامی معاشرہ کے تمام افراد کا عید گاہ میں جمع ہونا، مل کر اللہ کی تکبیر بلند کرنا، اس کی حمد وثنا بیان کرنا، اس کے حضور رکوع وسجود کرنا، اس کی بارگاہ کرم سے مغفرت طلب کرنا، بھلائیوں اور رحمتوں کی دعائیں مانگنا شکر وعبادت کی ایک ایسی مقدس فضا پیدا کر دیتا ہے کہ دل ایک دوسرے کی طرف جھکنے اور سب کے لیے ایک ہونے اور نیک بننے کی ترغیب پیدا ہو جاتی ہے۔

نماز عید کی یہ اجتماعی تقریب جس میں چھوٹے بڑے، ہر رنگ، ہر نسل، ہر قبیلہ، ہر برادری، ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے مسلمان اکٹھے ہو جاتے ہیں، مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والوں، مختلف زبان بولنے والوں کی یہ یکجائی ان کے باہمی اتفاق واتحاد کے رجحان کو تقویت دیتی ہے، اور یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم علیحدہ نہیں، ہم ایک ہیں، ہم غیر نہیں، ہم بھائی ہیں، ہمارا خدا ایک ہے، ہمارا رسول ایک ہے، ہمارا قبلہ ایک ہے، ہمارا قرآن ایک ہے، ہمارا مسلک اور دین ایک ہے اور ہم ایک بہت بڑی عالمی برادری ہیں جو خدا کی وفاداری اور اطاعت رسولؐ کی پیروی ومتابعت کے پاکیزہ اصولوں پر وجود میں آئی ہے، ہم کو ایک دوسرے سے نفرت نہیں کرنا چاہیے بلکہ ایک دوسرے سے محبت ومعاونت کرنا چاہیے، عید سعید کا یہی مقصود اور یہی پیغام ہے۔

محمود فاروقی

الہدیٰ (433)

سورۃ التوبہ

(آیات:32،33)

ڈاکٹر اسرار احمد

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

’’یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کئے بغیر رہنے کا نہیں اگرچہ کافروں کو برا ہی لگے۔ وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں۔‘‘

اِس آیت میں اسلام دشمن یہودیوں کی اسلام دشمنی اور نورِ اسلام کے گُل کرنے کے لیے اُن کی سازشی ذہنیت کی طرف اشارہ ہے۔ یہ گویا یہودیوں پر ایک طرح کا طنز ہے۔ یہودیوں کی یہ خصلت تھی کہ وہ کبھی سامنے آ کر مقابلہ نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے کبھی دوبدو جنگ نہیں کی، البتہ اسلام کے خلاف گھناؤنی سازشوں میں ہمہ وقت لگے رہتے تھے اور کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ اُن کا وار کارگر نہیں ہوگا۔ وہ اسلام کے خلاف لاکھ سازشیں کریں، ان کی تمام تر سازشوں کے باوجود اللہ کا دین غالب ہو کر رہے گا۔ یہ اس کا راستہ نہیں روک سکیں گے۔ مولانا ظفر علی خان نے اِسی مضمون کی تعبیر اس طرح کی ہے ؎

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن　　　　پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

یہاں نبی اکرم ﷺ کے مقصد بعثت کی امتیازی یا اتمامی و تکمیل شان کا بیان ہو رہا ہے۔ آنحضور ﷺ دو چیزوں کے ساتھ مبعوث ہوئے، ایک الہدیٰ یعنی قرآن مجید اور دوسرے دین الحق یعنی اطاعت خداوندی کے اصل اصول پر مبنی انسانی زندگی کا کامل اور متوازن نظام عدل وقسط! آپؐ کے مقصد بعثت میں جہاں انذار و تبشیر، دعوت و تبلیغ، تعلیم و تربیت اور تزکیہ نفوس اور تصفیہ قلوب ایسے اساسی و بنیادی امور بھی لامحالہ شامل ہیں، جو بعثت انبیاء و رسل کی اصل غرض و غایت ہیں، وہیں دین حق کی شہادت و اقامت کا اتمامی و تکمیلی مرحلہ بھی شامل ہے۔ آپؐ کا یہ مقصد بعثت (غلبۂ دین حق) قرآن مجید میں دو اور مقامات (الفتح:28 اور الصف:9) پر بھی بیان ہوا ہے۔ آپؐ نے اپنے مقصد بعثت کے مطابق اپنی زندگی میں جزیرہ نما عرب کی حد تک دین حق کو بالفعل غالب فرما دیا اور اب یہ دین کل روئے ارضی پر غالب ہوگا، ان شاء اللہ۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

قابل رشک کون؟

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ: رَجُلٍ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ؛ وَرَجُلٍ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ)) (بخاری و مسلم)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’رشک صرف دو انسانوں کے حق میں درست ہے۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن (کے حفظ کی دولت) سے نوازا ہے تو وہ رات اور دن کے اوقات میں قیام میں اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے۔ اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے مال و دولت سے نوازا ہے۔ پس وہ رات اور دن کے اوقات میں اس سے خرچ کرتا رہتا ہے۔‘‘

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادار یہ

ایوب بیگ مرزا

کون دے گا کس کو سزا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر ایک ایسے گروہ پر ہوا جو چیخ رہا تھا، سیٹیاں بجا رہا تھا گویا اُس نے ہنگامہ برپا کیا ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ ایک عورت کو زنا کے جرم میں سنگسار کرنے کے لیے لایا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا، سنو! اِسے پہلا پتھر وہ شخص مارے جس نے کبھی یہ گناہ خود نہ کیا ہو۔ مجمع پر موت کا سا سکوت طاری ہو گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے مجمع منتشر ہو گیا۔ اس دور کو ہم زمانۂ جاہلیت قرار دیتے ہیں۔ آج کے روشن خیال دور میں جب پاکستان کرکٹ ٹیم کے چند نوعمر کھلاڑیوں پر میچ فکسنگ کا الزام لگتا ہے تو قائمہ کمیٹی برائے کھیل کے چیئر مین جناب جمشید دستی ارشاد فرماتے ہیں کہ اِن لڑکوں کو عبرتناک سزا دی جائے گی، تاکہ آئندہ کوئی کھلاڑی ایسی حرکت نہ کرے جو ملک کی بدنامی کا باعث ہو۔ یہ اُس جمشید دستی کا بیان ہے جو مستند اور اقراری جعلساز ہیں۔ لیکن قومی اسمبلی میں ہماری نمائندگی فرماتے ہیں۔ وزیر کھیل جاکھرانی صاحب بھی اِسی نوعیت کا بلکہ اس سے سخت بیان ان نوجوانوں کے بارے میں دیتے ہیں اور اپنے غیظ و غضب کا اظہار فرماتے ہیں۔ یہ وہ جاکھرانی صاحب ہیں جنہوں نے اپنی زمینوں اور فصلوں کو بچانے کے لیے ناجائز طور پر بند توڑ کر اپنی فصلیں بچالیں لیکن سینکڑوں دیہات ڈبو دیئے گئے۔ اور تو اور صدر محترم آصف علی زرداری نے سخت نوٹس لے لیا ہے جو کرپشن میں عالمی شہرت رکھتے ہیں۔ جس ملک کو شرفِ زیارت بخشتے ہیں اُس ملک کا پریس اپنے وزیر اعظم کو مشورہ دیتا ہے کہ اِس شخص یعنی زرداری صاحب سے ہاتھ ملا کر اپنی انگلیوں کا شمار کر لیں اور اُن کی تصویر کے نیچے بولڈ الفاظ میں لکھتا ہے: مسٹر ٹین پرسنٹ۔ حالانکہ ملک کے اعلیٰ ترین منصب پر پہنچ کر ٹین پرسنٹ پر قناعت کرنا اُن کے فن کی توہین ہے۔ آصف علی زرداری کے نوٹس لینے پر ہم کسی تبصرے سے گریز کریں گے سوائے اس کے کہ چھوٹے میاں سو چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ۔ بہر حال ہر چھوٹا بڑا میڈیا پر اپنا منہ نکال کر اِن کرکٹروں پر لعن طعن کرنا اپنا قومی فریضہ سمجھ رہا ہے۔ وہ تاجر بھی جو 20 روپے فی کلو والی چینی کو 80 روپے فروخت کرنے کی مہارت رکھتے ہیں اور دواؤں میں ملاوٹ کر کے اپنے مسلمان مریض بھائیوں کی دوسرے جہاں منتقلی میں زبردست تعاون کرتے ہیں۔ وہ افسران بھی جو چند ہزار تنخواہ لے کر غیر ملکی یونیورسٹیوں میں اپنے بچوں کی لاکھوں روپے فیس ادا کرتے ہیں۔ پیشہ ور صحافی تو خاص طور پر قابل ذکر ہیں جو بلیک میل کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں، جو حکومت پر تنقید کرتے ہیں تب مال کماتے ہیں اور جب اپوزیشن کی تحسین کرتے ہیں تب بھی اُن کی پانچوں انگلیاں گھی میں ہوتی ہیں۔ اِن صحافیوں کو کرکٹروں کی میچ فکسنگ کا بہت صدمہ ہوا ہے اور اُنہوں نے اس مسئلہ پر قوم کو خوب رُلایا ہے۔

کوئی گریباں میں منہ ڈالنے کو تیار نہیں۔ کوئی یہ دیکھنے کو تیار نہیں کہ معاشرے نے اِن نوجوانوں کی کِن بنیادوں پر تربیت کی تھی۔ کوئی یہ جاننے کے لیے تیار نہیں کہ اِن کے سامنے رول ماڈل کیا تھا اور کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم جَو کاشت کریں اور گندم کاٹیں۔ ہم دیا بجھا کر ماحول روشن دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم روح کو قتل کر کے جسم کی بالیدگی چاہتے ہیں۔ ہم دنیوی مال و دولت سے لدے پھدے جنت میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ ہم بڑی لمبی لمبی دعائیں مانگتے ہیں اور اُس گلستان کا انجام شاندار دیکھنا چاہتے ہیں جس کی شاخوں پر خود اُلّو بن کر بیٹھے ہیں۔ پھر ہمیں دعاؤں کے قبول نہ ہونے پر رب سے گِلہ بھی ہے۔ قوم کا ہر فرد یہ چاہتا ہے کہ ساری قوم انتہائی دیانت دار اور محبِّ وطن ہو، البتہ مجھے ذاتی طور پر کچھ مجبوری ہے۔ مجھے دنیا

تا خلافت کی بِنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 19 — 27 رمضان المبارک تا 3 شوال 1431ھ — 7 تا 13 ستمبر 2010ء — شمارہ 36

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کمانے کے لیے ہر حربہ اختیار کرنے کا حق ہے۔ جونہی مجبوری ختم ہوگئی میں ناجائز کام چھوڑ دوں گا، لیکن زندگی ختم ہو جاتی ہے مجبوری ختم نہیں ہوتی۔ اُس کے باوجود حب الوطنی میری گھریلو کنیز ہے۔

کتنی بُری لگی تھی ہر پاکستانی کو اُس امریکی کی بات جس نے اپنی عدالت میں یہ بیہودہ بات کہی تھی کہ پاکستانی ڈالر کی خاطر اپنی ماں بیچ دیتے ہیں۔ لیکن آج ہم اس نتیجہ پر پہنچ رہے ہیں کہ بات بیہودہ ضرور تھی لیکن اتنی غلط بھی نہ تھی۔ ملک کی عزت وعصمت ماں کی عزت وعصمت سے کم تر تو نہیں ہوتی۔ جب کسی سرزمین کا بیٹا اپنی دھرتی کا سودا کرتا ہے تو وہ حقیقت میں اہلِ وطن کی ناموس کا سودا کرتا ہے۔ میر جعفر اور صادق کے سر پر سینگ تو نہیں تھے۔ سوچیے اور غور کیجیے، ہمارے کرکٹر اپنا فن اپنا کمال فروخت کر سکتے تھے، اُنہوں نے ڈالروں کی لالچ میں اِسے فروخت کر دیا (اگر کیا ہے۔ کیونکہ فی الحال صرف الزام ہے، اُس کا ثابت ہونا باقی ہے) جمشید دستی جعلسازی سے قومی اسمبلی کا ممبر بن سکتا تھا، وہ بن گیا۔ وزیر اپنی زمینوں کو بچانے کے لیے دیہاتوں کو ڈبونے کی طاقت رکھتا تھا، اُس نے اُنہیں ڈبو دیا۔ آصف زرداری سمجھتے ہیں کہ اقتدار بچانے اور دولت کمانے کے لیے امریکی غلامی شرط ہے، لہٰذا وہ شرط پوری کر رہے ہیں۔ ہم کسی طرح بھی اِن کرکٹ کھیلنے والے نوجوانوں کا دفاع نہیں کر رہے اور نہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ صرف یہ نوجوان کرکٹر مطعون کیوں؟

ہمارا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے اصلاح اور تبلیغ کی ترتیب کو الٹ دیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ فرد اپنی اصلاح کو فوکس کرے اور یہ سمجھے کہ قوم کی اصلاح اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک میری اصلاح نہیں ہوتی۔ جب تک یہ ''میں'' درست نہیں ہوتا کچھ درست نہیں ہوگا۔ اور پھر اصلاح کی تبلیغ کا آغاز اپنے اہل خانہ سے کرے، کیونکہ اُن کی اصلاح کُل معاشرے کے لیے لازمی اور اولین شرط ہے۔ جبکہ ہم صرف دوسروں کی اصلاح کے متمنی ہوتے ہیں اور اپنی طرف توجہ نہیں دیتے۔ اگر ہم کوئی صالح معاشرے پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں، پھر ایسے قوم وملت کے غدار اول تو جنم نہیں لے سکتے لیکن اگر کبھی کبھار کوئی جرم سرزد ہو ہی جائے تو مجرم کو قرار واقعی سزا معاشرے کے لیے مفید ثابت ہوگی۔ لیکن اگر حمام میں سب ننگے ہوں تو کس منہ سے کوئی کسی کو طعنہ دے گا۔ ایسی صورت میں جب آوے کا آوا بگڑا ہو، جب معاشرہ گندگی کے ڈھیر کی مانند ہو، جس میں سے سڑاند اُٹھ رہی ہو جب ساری قوم نوبال کر رہی ہو تو کون دے گا کس کو سزا؟

ادارہ ''ندائے خلافت'' کی جانب سے قارئین کو

عید مُبارک

نیز مطلع کیا جاتا ہے کہ عید الفطر کی تعطیلات کے باعث پریس اور دفاتر بند رہیں گے، لہٰذا ندائے خلافت کا آئندہ شمارہ شائع نہیں ہوگا۔ (ادارہ)

پریس ریلیز

حافظ عاکف سعید

پوری قوم اپنے گناہوں پر توبہ کرے تاکہ سیلاب اور قحط کی صورت میں جو عذاب ہم پر مسلط ہے وہ ٹل جائے

رمضان کے مبارک مہینے میں سیلاب زدگان کی زیادہ سے زیادہ امداد اضافی اجر وثواب اور قربِ الٰہی کا ذریعہ بنے گی لہٰذا ہمیں اپنی تمام تر توانائیاں اس اجرعظیم کے حصول کے لیے وقف کر دینی چاہئیں۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے جامع مسجد قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ اس ماہِ مبارک میں پوری قوم اپنے گناہوں پر توبہ کرے تاکہ سیلاب اور قحط کی صورت میں جو عذاب ہم پر مسلط ہے وہ ٹل جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے اکثریتی ملک پاکستان میں کرپشن آخری حدوں کو چھو رہی ہے۔ جھوٹ، ملاوٹ اور وعدہ شکنی ہمارے قومی شعار بن چکے ہیں۔ یہ سب اخلاقی برائیاں تقویٰ کے فقدان کی وجہ سے ہیں۔ قرآن کی رو سے روزہ تقویٰ کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس ماہِ رمضان میں اگر ہم حالتِ روزہ میں توبہ کے ذریعے اللہ کو منالیں اور تقویٰ کی پونجی حاصل کر لیں تو ان برائیوں سے چھٹکارہ حاصل کر کے اللہ کے غضب سے بچ سکتے ہیں۔

(پریس ریلیز: 27 اگست، 2010ء)

لاہور اور کوئٹہ میں اہل تشیع کے اجتماعات کے دوران دہشت گردی کے واقعات مسلمانانِ پاکستان کو باہم لڑانے کی سازش ہے

لاہور (پ ر) امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے کوئٹہ میں یوم القدس کی ریلی کے دوران ہونے والے بم دھماکے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایک مخصوص طبقہ کے اجتماعات کے دوران دہشت گردی کے حالیہ واقعات کا رونما ہونا، مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے مسلمانانِ پاکستان کو اشتعال دلا کر باہم لڑانے کی سازش ہے۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کی ایسی پے در پے وارداتیں حکومتی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہیں اور حکمرانوں کے رویے اس بات کے غماض ہیں کہ عوام کی جان و مال کا تحفظ حکومتی ترجیحات میں شامل نہیں۔

(پریس ریلیز: 3 ستمبر، 2010ء)

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

روزے کے احکام اور

آخری عشرے کی خصوصی عبادات

27 اگست 2010ء مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں
امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کا خطاب جمعہ

[سورۃ البقرہ کی آیات 183 تا 185 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! قرآن مجید میں ماہ رمضان اور روزے سے متعلق جو آیات آئی ہیں، ان پر اب تک گفتگو نہیں ہوسکی۔ ابھی رمضان باقی ہے، بہتر ہوگا کہ اس سے فائدہ اُٹھانے کے لیے، ہم ان کا مطالعہ بھی کرلیں۔

قرآن مجید میں روزے کی عبادت کا تفصیلی ذکر سورۃ البقرہ کے 23ویں رکوع میں ہے۔ اس رکوع میں روزے کی حکمت' غرض وغایت' قرآن مجید کے ساتھ تعلق' اس کا اصل حاصل اور احکام اور اعتکاف کے مسائل جیسے موضوعات کو جمع کر دیا گیا ہے۔ ایک ہی مقام پر کم وبیش تمام مسائل کا ذکر روزہ کا منفرد معاملہ ہے۔ نماز کے تفصیلی احکامات قرآن میں کم بیان ہوئے ہیں، تفصیل احادیث میں آئی ہے، اور جو احکامات بیان ہوئے ہیں، وہ بھی منتشر ہیں۔ یہی معاملہ زکوٰۃ اور حج کا ہے۔ دوسری ایک اہم بات یہ ہے کہ ارکان اسلام میں سے جو رکن ہر مسلمان پر ہر حالت میں فرض ہیں، وہ دو ہی ہیں: نماز اور روزہ۔ زکوٰۃ صرف صاحب نصاب پر فرض ہے۔ ایک شخص آج صاحب نصاب ہے ہوسکتا ہے کل کو نہ رہے۔ پھر اس پر زکوٰۃ فرض نہیں رہے گی۔ اسی طرح حج بھی ہر ایک پر فرض نہیں ہے۔ انہی لوگوں پر فرض ہے جو آمد و رفت کا سارا خرچ بھر سکتے ہوں اور حج کے سفر میں جتنا وقت لگے، اُس عرصہ کے لیے اُن کے گھر میں بچوں کے لیے نان نفقہ بھی ہو۔ نماز اور روزہ سے کسی حالت میں چھٹکارا نہیں ہے۔ کوئی مسلمان، عاقل، بالغ ہو، باشعور ہو تو اُس پر نماز، روزہ فرض ہے۔

روزہ کی فرضیت کے بارے میں یہاں فرمایا:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٨٣﴾﴾ (البقرہ)

''مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو''

اس آیت میں روزے کی فرضیت کا ذکر ہے۔ اور ترغیب وتشویق کے لیے فرمایا کہ روزہ صرف تمہی پر فرض نہیں کیا گیا ہے' بلکہ سابقہ اُمتوں پر بھی فرض تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک جو دین بھیجا ہے وہ اصلاً ایک ہی ہے' یعنی دین توحید۔ اس کے اہم ارکان میں روزہ ہمیشہ سے شامل رہا ہے۔ البتہ عربوں کا معاملہ یہ رہا کہ اڑھائی ہزار سال ان پر ایسے گزرے کہ ان کے ہاں کوئی نبی اور رسول آیا ہی نہیں۔ چنانچہ وہ ان چیزوں سے بالکل ناواقف تھے۔

اس آیت میں روزے کا اصل حاصل اور مقصود تقویٰ بتایا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا تقویٰ کوئی بہت اہم شے ہے جس کے بغیر گزارا نہیں ہوسکتا۔ ایک شخص جو کلمہ پڑھتا ہے تقویٰ نہ ہونے سے اُس کے اندر کوئی کمی رہ جائے گی؟ کیا اُس کی نجات کا معاملہ معلق ہو جائے گا؟ اس بات کو سمجھنا ضروری ہے۔ ایک حدیث کے مطابق تقویٰ تمام خوبیوں اور بھلائیوں کی جڑ اور بنیاد ہے۔ اِس کا محل دل ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار قلب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''تقویٰ یہاں ہوتا ہے'' (مسلم شریف) تقویٰ اِس احساس کا نام ہے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے' اور ایک دن اللہ کے حضور حاضر ہو کر مجھے اپنے ہر عمل کا حساب دینا ہے۔ یہ احساس پیدا ہوگا تو پھر انسان اپنے طرز عمل کو صحیح بنیادوں پر استوار کرے گا۔ تقویٰ ہوگا تو سارا عمل ٹھیک ہوگا۔ آدمی نماز پڑھے گا تو اس میں خشوع وخضوع ہوگا' شریعت پر نیک نیتی سے عمل کرے گا۔ ورنہ شریعت کو بھی بازیچۂ اطفال بنا لے گا' جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔ الغرض انسان کو صراطِ مستقیم پر گامزن رکھنے والی چیز تقویٰ ہے۔ آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ تقویٰ کوئی اضافی چیز نہیں، مسلمان کی دنیاوی اور اُخروی بھلائی کے لیے ایک ناگزیر وصف ہے۔ اگر مسلمان کے دل میں تقویٰ ہے تو اس دنیا میں اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ایک مثالی معاشرہ وجود میں آئے گا، اللہ کی رحمتیں ہوں گی، برکات ہوں گی، امن وخوشحالی ہوگی، ایک دوسرے پر اعتماد ہوگا، ایک دوسرے کا احترام ہوگا۔ تقویٰ نہیں ہوگا تو دنیا میں معاشرہ کا وہی حال ہوگا جو آج پاکستانی معاشرہ ہے کہ 97 فی صد مسلمان ہیں، پھر بھی کرپشن آخری حدوں کو چھو رہی ہے۔ جھوٹ، دھوکہ، فریب، بداعتمادی، عہد شکنی تو گویا ہمارے قومی شعائر بن چکے ہیں۔ ملاوٹ اس درجے میں ہے کہ لائف سیونگ ڈرگز بھی اس سے محفوظ نہیں۔ بدامنی کا یہ عالم ہے کہ ہر گلی کوچہ میں پھاٹک لگائے جا رہے ہیں۔ کھڑکیوں کے اندر گریلیں لگائی جا رہی ہیں۔ عدل وانصاف یہاں پر ایک بکاؤ شے ہے، جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ کمی کس چیز کی ہے؟ تقویٰ کی۔ یہ تو دنیا کا معاملہ ہے۔ تقویٰ کی اصل اہمیت اس بنا پر ہے کہ آخرت کی کامیابی کی شرط ہے۔ یہ حقیقی کامیابی کے لیے ناگزیر ضرورت ہے۔ قرآن کا مطالعہ کریں' اہل جنت کے تذکرہ میں اُن کی صفت تقویٰ کا ذکر آیا ہے۔ گویا کامیابی کے لیے تقویٰ کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً ''(جنت) تیار کی گئی ہے' متقین کے لیے'' (آل عمران: 133) اور ''کامیابی متقین کے لیے ہے۔'' (النبا: 31) اور فرمایا: ''بے شک متقین جنت میں ہوں گے اور اللہ کی نعمتوں سے متمتع ہو رہے ہوں گے۔'' (الطور: 17) ایک اور مقام پر فرمایا: ''بے شک پرہیزگار بہشتوں اور چشموں میں (عیش کر رہے) ہوں گے۔'' (الذاریات: 15)

تقویٰ کی پونجی حاصل کرنے کے لیے دیگر عبادات کے ساتھ ساتھ روزے کی عبادت فرض کی گئی ہے۔ ماہ رمضان تقویٰ کی ٹریننگ کا مہینہ ہے۔ یہ روزہ اس لیے ہے کہ ہمارے اندر تقویٰ پیدا ہو، تاکہ دنیا میں بھی ہم اللہ کی رحمت اور اس کی برکتوں سے فائدہ اُٹھائیں۔ اگر یہ نہیں ہوگا تو لوگ ہمارا کردار دیکھ کر اسلام سے متنفر ہوں گے۔ روزہ اور قرآن کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔

روزہ سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے' اور اہل تقویٰ ہی کے لئے قرآن مجید ہدایت اور رہنمائی کا سامان ہے۔ جیسے فرمایا: "یہ وہ کتاب ہے جس (کے منجانب اللہ ہونے) میں کوئی شک نہیں' ہدایت ہے متقین کے لیے۔" (البقرہ:2) عام طور پر یہ اشکال اٹھایا جاتا ہے' کہ متقین تو پہلے ہی ہدایت یافتہ ہیں' انہیں ہدایت کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآنی ہدایت سے فائدہ اٹھانے کے لیے تقویٰ کی تھوڑی بہت پونجی کا ہونا ضروری ہے۔ جس شخص کے ضمیر میں زندگی کی تھوڑی سی رمق بھی ہو تو گویا اُس کے اندر تقویٰ کی کچھ نہ کچھ پونجی موجود ہے' اور وہی قرآن سے فائدہ اٹھا سکے گا۔

اگلی آیت میں فرمایا:

﴿اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَي الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ (البقرہ)

"(روزے) گنتی کے چند دن ہیں۔ تو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دُوسرے دنوں میں (روزوں کا) شمار پورا کرے۔ اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن رکھیں نہیں) وہ روزے کے بدلے ایک محتاج کو کھانا کھلا دیں۔ اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو یہ اُس کے حق میں زیادہ اچھا ہے۔ اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔"

اس رکوع کی ابتدائی دو آیات کے بارے میں ایک رائے' جو اسلاف کے بہت سے لوگوں کی ہے، یہ ہے کہ ان کا تعلق رمضان کے روزے سے نہیں ایام بیض کے روزوں کی فرضیت سے ہے' جو رمضان کے روزوں سے پہلے فرض ہوئے تھے۔ یعنی ہر قمری مہینے کی 13' 14 اور 15 تاریخ کے روزے۔ اِن روزوں کی غرض و غایت یہ تھی کہ لوگوں کو روزے کی عبادت سے مانوس کیا جائے' کیونکہ عرب روزہ سے مانوس نہیں تھے۔ چنانچہ ان تین دنوں کے حوالے سے یہ بات بڑی مناسب معلوم ہے کہ تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں۔ "جو گنتی کے چند دن ہیں۔" نبی اکرم ﷺ نے ان تین دن کے روزوں کی تاکید کی ہے۔ گو بعد میں جبکہ رمضان کے روزے فرض کر دیئے گئے' اُن کی فرضیت ختم ہو گئی' مگر اب بھی یہ سنت مؤکدہ کے درجے میں ہیں۔

تمہیں یہ رعایت دے دی گئی' کہ اگر ان تین دنوں میں کوئی شخص بیمار پڑ گیا یا اسے کوئی سفر درپیش ہو گیا تو روزہ چھوڑ سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دوران سفر بعض اوقات روزہ چھوڑا بھی ہے اور بعض اوقات رکھا بھی ہے۔ دوسری رعایت یہ کہ اگر کوئی روزہ نہیں رکھ سکتا تو ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔ یہ گویا ایک روزے کا فدیہ تھا۔ البتہ بعد میں جب ماہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کا حکم آیا تو یہ دوسری رعایت ختم ہو گئی —— جو کوئی اپنی آزاد مرضی سے زیادہ نیکی کا کام کرے۔ یعنی ایک مسکین کے بجائے' دو یا چار مساکین کو کھلا دے تو یہ اُس کے لیے اور بہتر ہے۔ مگر یہ بات یاد رکھئے اگر تم پر یہ بات منکشف ہو جائے کہ روزہ رکھنے میں کتنی خیر و برکت ہے تو تم اسے کبھی نہ چھوڑو۔

روزے کے یہ ابتدائی احکام ترغیب و تشویق کے لیے ہیں' تا کہ لوگ روزے سے مانوس ہو جائیں۔ اب آگے ماہ رمضان المبارک اور اُس کے روزوں کی فرضیت کا ذکر آ رہا ہے۔ فرمایا:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾

"رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔"

پہلے ماہ رمضان کا تعارف ہو رہا ہے۔ اسے بقیہ مہینوں پر قیاس نہ کرنا' کیونکہ اس کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی عظیم نعمت نازل ہوئی ہے کہ زمین کے اوپر اس جیسی کوئی نعمت اور اس سے زیادہ فضیلت والی کوئی شے نہیں ہے۔ یہ نعمت اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن حکیم ہے۔ اور قرآن کیا شے ہے۔

﴿هُدًى لِّلنَّاسِ﴾

"یہ نوع انسانی کے لیے ہدایت ہے۔"

اور ہدایت ہی وہ سرمایہ ہے جس کی ہم نماز کی ہر رکعت میں دُعا مانگتے ہیں' "(اے اللہ) تو ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے دے"۔ دنیا کی زندگی میں انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہدایت ہے۔ اس ضرورت کو اللہ نے قرآن کی شکل میں پورا فرما دیا۔ یہ وہ ہدایت نامہ ہے جو پوری نوع انسانی کے لیے ہے۔ اس میں مرد اور عورت، حکمران اور رعایا، عالم اور بے علم، والدین اور اولاد، خاوند بیوی، استاد اور شاگرد، کسان اور مزدور، غرض ہر شخص کے لئے رہنمائی کا وافر سامان موجود ہے۔ قرآن حکیم کی ایک اہم صفت یہ ہے کہ

﴿وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ﴾

"اور (قرآن میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (یہ حق اور باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے۔"

یہ ہدایت کی روشن دلیلوں پر مشتمل ہے۔ اس میں ہدایت کو ہر انداز سے واضح کیا گیا' تا کہ ہر شخص جس میں ذرا بھی طلب ہو' وہ اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ اسی سے معلوم ہو گا کہ کیا حق ہے اور کیا باطل ہے؟ یہ پیمانہ ہے جس پر ہر شے کو پرکھا جائے گا کہ کیا چیز درست ہے' کیا غلط ہے؟ کون سا نظریہ درست ہے' کون سا فلسفہ غلط ہے؟ کون سا طرز عمل درست ہے' کون سا غلط۔

یہ رمضان اور قرآن کا تعارف تھا۔ اب آیت کے اگلے حصے میں ماہ صیام کے روزے کا حکم دیا گیا:

﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾

"تو (اے مسلمانو!) تم میں سے جو کوئی اس مہینے کو پائے اس پر فرض ہے کہ اس ماہ کے روزے رکھے۔"

یہ ہے صیام رمضان کی فرضیت کا واضح حکم۔ ماہ رمضان کے روزے ہر عاقل و بالغ پر فرض ہیں' خواہ وہ دنیا کے کسی بھی حصے میں رہتا ہو۔ نابالغ شخص پر یا جو ذہنی طور پر بیمار اور عقل سے محروم ہو' روزے فرض نہیں ہیں۔

آگے روزہ کی قضا کا قاعدہ بیان ہوا ہے۔ فرمایا:

﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾

"اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دُوسرے دنوں میں (روزہ رکھ کر) اُن کا شمار پورا کر لے۔ اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا"۔

اس سے پہلے دو رعایتیں دی گئی تھیں۔ ان میں سے ایک کو رمضان کے روزے کے معاملے میں بھی برقرار رکھا گیا۔ وہ یہ کہ جو کوئی حالت سفر میں ہو یا بیمار ہو' وہ روزہ چھوڑ سکتا ہے' لیکن ضروری ہے کہ وہ دوسرے دنوں میں روزہ رکھ کر گنتی پوری کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سہولت ہے' کیونکہ وہ تمہارے ساتھ آسانی اور نرمی چاہتا ہے' تم پر سختی نہیں کرنا چاہتا' وہ تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا کہ بیمار ہو' تب بھی روزہ رکھو۔ سفر میں ہو تب بھی رکھو۔ نہیں' ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اسے انسان کی کمزوریاں اور limitations معلوم ہیں۔ ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور ان کی رعایت کرتے ہوئے اس نے یہ احکام دیئے ہیں۔ اور تمہیں چاہیے کہ تم تعداد پوری کرو۔ یعنی مہینہ انتیس دن کا ہے تو 29 روزے پورے کرو اور اگر تیس کا ہے تو تیس روزے پورے ہونے چاہئیں۔

آگے فرمایا:

﴿وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (البقرہ)

"اور (یہ آسانی کا حکم) اس لئے (دیا گیا ہے) کہ روزوں کا شمار پورا کر لو اور اس احسان کے بدلے کہ

اللہ نے تم کو ہدایت بخشی ہے، تم اُس کی بڑائی کرو اور اور تا کہ تم اُس کا شکر ادا کرو۔"

جس طرح بغیر پیاس کے کوئی پانی پیش کر دے تو نعمت کا احساس نہیں ہوتا، اسی طرح اس روزے کی عبادت اور قرآن کے باہم تعامل سے تم گزرو گے تو اس نعمتِ ہدایت کی عظمت کا تمہیں احساس ہوگا۔ پھر اندر کی پیاس یعنی ہدایت کی طلب پیدا ہوگی اور اس حالت میں جب آیات قرآنی کا فیضان ہوگا تو تم صحیح معنوں میں شکر ادا کرو گے۔ کبریائی کا اعلان اور شکر دراصل رمضان کی تکمیل پر شکرانہ رمضان ہے۔ یہاں لطیف اشارہ عیدالفطر کی طرف ہے۔ عید کے موقع پر ہم مسجد آتے جاتے تکبیرات کہتے ہیں اور مسجد میں دو رکعات نماز ادا کرتے ہیں۔ اور ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر سکیں کہ اُس نے ہمیں رمضان کا عظیم اور بابرکت مہینہ عطا فرمایا، اور اِس میں گناہوں سے توبہ اور استغفار کی توفیق بخشی۔ اس کی کبریائی کا تقاضا یہ بھی ہے کہ اللہ کے دین کو غالب اور قائم کیا جائے۔ تکبیر یہی نہیں ہے کہ "اللہ اکبر" کہہ دیا۔ یہ تو ابتدائی درجہ ہے۔ یہ تو زبان سے تکبر کا اعلان ہے۔ تکبیر اصل میں یہ ہے کہ واقعی رب کی بڑائی ہر جگہ مانی جائے۔ ہماری عدالتوں میں بھی اُس کی بڑائی ہو۔ ہمارے گھروں اور بازاروں میں بھی اُس کی کبریائی ہو۔ ہمارے ایوان ہائے اقتدار میں بھی اسی کا حکم جاری و ساری ہو۔ الغرض رب کی دھرتی پر رب کا نظام پورے طور پر نافذ و قائم ہو۔

احادیث میں روزہ اور رمضان کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ چھوڑنا ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ حدیث کے مطابق جس نے رمضان کے مہینے کا ایک بھی روزہ بغیر شرعی عذر کے چھوڑ دیا۔ یعنی نہ وہ بیماری تھا، نہ وہ مسافر تھا، اس کے باوجود روزہ نہیں رکھا، تو اس کی تلافی نہیں ہو سکتی، چاہے ساری عمر روزے رکھتا رہے۔

روزے کا ثواب کس درجے ہے، اِس کا اندازہ کیجئے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ روزہ دار کے منہ کی بو زیادہ پسند ہے مشک کی بو سے اللہ جل جلالہ کے نزدیک کیونکہ وہ چھوڑ دیتا ہے اپنی خواہشوں کو اور کھانے کو اور پانی کو میرے واسطے تو وہ روزہ میرے واسطے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا جو نیکی ہے اس کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ملے گا مگر روزہ وہ میرے واسطے ہے اور اس کا ثواب بھی میں ہی دوں گا۔"

ماہ رمضان میں ہر نیک عمل کا بدلہ سال کے باقی گیارہ مہینوں کے مقابلے میں کم از کم ستر گنا زیادہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ ہمیں اس ماہ مبارک سے بھرپور فائدہ اُٹھانا چاہیے۔ اب اس مہینے کا آخری عشرہ آیا چاہتا ہے، اس کی تو اور بھی فضیلت ہے۔ اس میں تو عبادت میں مشغولیت اور بھی بڑھ جانی چاہیے۔ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ آخری عشرہ میں نبیؐ کے معمولات کے بارے میں فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو آپؐ اپنی کمر کس لیتے تھے، اور دوسروں کو بھی اُٹھایا کرتے تھے۔ ساری رات جاگا کرتے۔ یوں تو آپؐ کی نیکیوں، صدقات و خیرات میں یکم رمضان سے بے پناہ اضافہ ہو جاتا تھا۔" مگر آخری عشرہ میں آپؐ بطور خاص کمر بستہ ہو کر مستعد ہو جاتے تھے۔ ساری ساری رات جاگتے تھے۔ نہ صرف خود جاگتے بلکہ گھر والوں کو بھی جگاتے تھے۔

آخری عشرے کی ایک خاص عبادت اعتکاف ہے۔ یہ عبادت ہمیں اس جانب متوجہ کرتی ہے کہ ان دس دنوں میں تو گویا اللہ کے در پر پڑ جاؤ۔ دیکھئے، ایک مسلمان رمضان میں پہلے بھی کچھ پابندیاں قبول کرتا ہے۔ اللہ کے حکم سے جائز حلال اور طیب چیزوں سے بھی پرہیز کرتا ہے۔ روزہ کی حالت میں کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے اجتناب کرتا ہے، مگر اعتکاف میں بندۂ مومن انہی پابندیوں میں اپنے اوپر کچھ اور پابندیوں کا اضافہ کر لیتا ہے۔ اب وہ دس دن گھر میں داخل نہیں ہوگا بلکہ اللہ کے گھر میں پڑا رہے گا۔ اعتکاف گویا ماہِ رمضان کی عبادات کا نقطۂ عروج ہے۔ آدمی پر رمضان کی راتوں میں روزے کی پابندیاں نہیں ہے۔ وہ بیوی کے پاس جا سکتا ہے، لیکن اعتکاف کی حالت میں اس کی بھی اجازت نہیں ہے۔ معتکف پر یہ پابندی رات کو بھی ہوگی۔ اعتکاف کیا ہے؟ بت پرستوں کے ہاں یہ ہوتا تھا کہ بتوں کو دیکھتے رہتے، دھیان لگا کے بیٹھے ہوتے تھے۔ اسی کو اعتکاف کہا جاتا تھا۔ اعتکاف کی روح یہ ہے کہ آدمی اللہ سے لو لگا کے بیٹھا رہے، توجہ اللہ کی طرف ہو، اسی کا خیال رہے، زیادہ سے زیادہ تنہائی ہو اور پورا وقت رب کے دھیان کے ساتھ گزارا جائے۔ چونکہ اعتکاف کی روح یہ ہے کہ رب سے لو لگائی جائے، اور زیادہ سے زیادہ خلوت اور تنہائی ہو، اسی لیے مسجد میں الگ جگہ بنانے کے لیے چادریں ڈالنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، تاکہ معتکف کو خلوت کا ماحول میسر آئے۔ حالت اعتکاف میں کم سے کم گفتگو ہو، یہ نہ ہو کہ بس آپ مسجد میں بیٹھ گئے ہیں، دھیان سارا دنیا کی طرف ہے۔ دنیا کی باتیں ہو رہی ہیں، اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ یہاں تک کہ معتکف کو مریض کی عیادت کی بھی اجازت نہیں۔ وہ مسجد سے باہر نکل ہی نہیں سکتا۔ سوائے وضو اور قضائے حاجت کے۔ کسی عزیز کے انتقال پر اُس کے جنازے میں بھی نہیں جا سکتا۔

آخری عشرہ میں لیلۃ القدر بھی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو یعنی 21ویں، 23ویں، 25ویں، 27ویں اور 29ویں۔ اگرچہ آپؐ نے تعین نہیں کیا کہ ان میں سے کون سی رات لیلۃ القدر ہے۔ البتہ حضرت ابی بن کعبؓ سے ایک روایت ملتی ہے۔ انہوں نے بڑے یقین سے کہا کہ یہ 27 ویں شب ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے لیلۃ القدر کی ایک نشانی یہ بتائی کہ اس روز سورج میں شعاع (یعنی تپش) نہیں ہوتی۔ دھوپ تو نکلی ہوتی ہے لیکن تپش اور حدت نہیں ہوتی۔ انہوں نے قطعیت کے ساتھ کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جو نشانی بتائی وہ میں نے ستائیسویں رات میں پائی۔ لہٰذا ستائیسویں شب ہی لیلۃ القدر ہے۔ تاہم خود اللہ کے رسول ﷺ نے اس کا کوئی تعین نہیں کیا۔

ہمیں چاہیے کہ پورے عشرے کی راتیں اللہ کی یاد میں گزاریں اور کم سے کم طاق راتیں تو ضرور اس طریقے سے گزاریں۔ جب پوری راتیں اللہ کی یاد میں گزریں گی تو لیلۃ القدر بھی حاصل ہو جائے گی۔ تو یہ ہیں آخری عشرے کی خصوصی عبادات۔ ہمارے پاس جو بھی وقت رہ گیا ہے، ہمیں چاہیے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھائیں۔ زیادہ سے زیادہ صدقہ و خیرات کریں۔ یہ ہمدردی بھائی چارے کا مہینہ ہے۔ لوگوں کو افطاری پر بلائیں، اور خاص طور پر محروم طبقات اور غرباء کو بلائیں۔ ان کو بلا کر اپنے ساتھ بٹھا کر افطاری کروائیں۔ ہمارے سیلاب سے متاثرہ بھائی اور بہنیں بڑی مشکل میں ہیں۔ ہمارے بھائیوں پر بہت بڑی آفت آئی ہوئی ہے۔ یہ ہماری بداعمالیوں کے سبب ہم پر بہت عذاب ہے۔ ہماری ذمہ داری ہے اور یہ رمضان کا خاص موقع بھی ہے کہ اپنی بساط سے بڑھ کر ان کی مدد کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہ مبارک کی برکات سے پورے طور پر فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

موت ہمارے تعاقب میں!

محمد سمیع، کراچی

ویسے تو موت ہر فرد بشر کے تعاقب میں ہے لیکن آج کل کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ موت پاکستانی قوم کا پیچھا کر رہی ہے۔ کراچی اور بلوچستان میں لوگ ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بن رہے ہیں۔ قبائلی علاقوں میں فوجی آپریشن کے نتیجے میں اموات ہو رہی ہیں اور اس کے ردعمل میں پاکستان کے بڑے شہروں کے لوگ بازاروں، عبادت گاہوں اور دیگر مقامات پر موت کی زد میں آرہے ہیں۔ اس پر مستزاد حالیہ فضائی حادثہ میں ڈیڑھ سو سے زیادہ افراد جن میں مرد، خواتین، نوجوان اور بچے موت کا شکار ہو چکے ہیں۔ سیلاب جس طرح ہزاروں لوگوں کو نگل چکا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ گویا کہ "مرگ انبوہ جشنے دارد" والا سماں ہے۔ موت جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تین مقامات پر فرمایا کہ ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ ابھی چند ماہ قبل اس ہستی نے بھی اس کا مزا چکھا جو خود کو قرآن مجید کا ادنیٰ طالب علم قرار دیتے تھے۔ ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ومغفور فرمایا کرتے تھے کہ اہم باتوں کا قرآن مجید میں دو یا دو سے زائد مقامات پر تذکرہ ہوتا ہے۔ موت تو ایک اٹل حقیقت ہے۔ وہ ٹل نہیں سکتی، خواہ کوئی اپنے آپ کو فولادی قلعے میں بند کرلے۔

ہم پاکستانیوں کے لئے غور کا مقام ہے کہ آخر ایسی کیا بات ہے کہ موت ہر قدم پر ہمارے تعاقب میں ہے۔ کسی گھر سے نکلنے والے فرد کے بارے میں یہ ضمانت نہیں ہوتی کہ وہ شام کو زندہ سلامت واپس لوٹ آئے گا۔ کوئی گاڑیوں کے درمیان سبقت کے لئے تیز رفتاری کے نتیجے میں پہیئے کے نیچے آجائے۔ کون ذمہ دار ہے ایسے حادثات کا؟ وہ ڈرائیور جو تیز رفتاری سے گاڑیاں چلا رہے ہوتے ہیں یا ٹرانسپورٹرز ذمہ دار ہیں جنہوں نے ٹوکن سسٹم قائم کر رکھا ہے۔ یہ سسٹم بھی ڈرائیوروں کو تیز رفتاری پر اکساتا ہے۔ ہم نے ایسے ڈرائیوروں کے بارے میں سنا ہے جو یہ کہتے ہوئے پائے گئے ہیں کہ گاڑی تم پر چڑھا دوں گا۔ چند ماہ جیل ہی میں تو رہنا پڑے گا اور کیا ہوگا۔ حالانکہ بسوں میں یہ تحریر خود اس بات کی غماز ہے کہ انہیں بھی موت کا ہر دم دھڑکا لگا رہتا ہے کہ ؎

ڈرائیور کی زندگی عجب کھیل ہے
اگر موت سے بچ گیا تو جیل ہے

ایسے ڈرائیور ٹریفک اہلکاروں پر گاڑی چڑھاتے ہوئے بھی اسی شہر میں پائے گئے ہیں۔ جو تیز رفتار گاڑیوں کی زد میں آنے سے بچ جاتے ہیں وہ اپنے گھروں میں ڈاکوؤں کی گولی کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ پولیس جس پر عوام کے تحفظ کی ذمہ داری ہے مگر وہ ان جرائم پیشہ افراد کی سرپرستی کے لئے مشہور ہے۔ کیا یہ ڈرائیور، ٹرانسپورٹر، ڈاکو اور پولیس والوں کو اپنی موت یاد نہیں رہتی؟ یقیناً یاد رہتی ہوگی لیکن ان کے رویوں سے تو یوں لگتا ہے کہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ ؎

عاقبت کی خبر خدا جانے
اب تو آرام سے گزرتی ہے

اور کچھ لوگ تو اس سے بھی آگے بڑھ کر کہتے ہیں کہ ؎

ہمیں معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

اور ہاں یہ جو ٹارگٹ کلرز ہیں، ان کا مسئلہ کیا ہے؟ انہیں ان کے لیڈر حضرات کہتے ہیں کہ دیکھو! فلاں طبقہ تمہارا استحصال کر رہا ہے، تمہارے حقوق غصب کر رہا ہے، ان کو ختم کرو ورنہ یہ تمہیں ختم کر دیں گے۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا کہ قیامت کے دن ان کے لیڈر حضرات ہی نہیں بلکہ ان کا گرو یعنی شیطان لعین بھی اپنے پیروی کرنے والوں سے بیزاری کا اظہار کرے گا اور کہے گا کہ میرا کب تم پر بس چلتا تھا۔ تم نے جو کچھ کیا اس کے خود ذمہ دار ہو۔ اس وقت یہ پیروکار کہیں گے کہ کاش! ایک بار پھر اس دنیا میں لوٹنا نصیب ہو جائے تو ہم بھی اپنے ان لیڈر حضرات سے بیزاری کا اظہار کریں جس طرح انہوں نے آج ہمارے ساتھ لاتعلقی اختیار کر رکھی ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے سامنے مت جھگڑو، کیا ہم نے پہلے ہی تمہیں خبردار نہیں کر دیا تھا کہ ہمارے فیصلے میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

ہمارے حکمران جو اسلام کے نام لیوا عسکریت پسندوں کو مار رہے ہیں اور عوام کو بھی مروا رہے ہیں، کیا ان پر وطن عزیز میں اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے نفاذ کی ذمہ داری نہیں تھی؟ اگر وہ اپنی ذمہ داری پوری کر دیتے تو آج اس صورتحال کا سامنا نہ ہوتا کہ چھرا خربوزے پر گرے یا خربوزہ چھرے پر، نقصان خربوزے کا ہی ہوتا ہے اور وہ ہو رہا ہے۔

کیا ہم نے کبھی سوچا کہ یہ سب کچھ کیوں ہے؟ یہ اس لئے ہے کہ ہم سب نے اپنی موت کو بھلا رکھا ہے۔ اگر ہم نے اپنی موت کو اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کو یاد رکھا ہوتا تو نہ ہم میں کوئی بیت اللہ محسود ہوتا اور نہ کوئی رحمان ملک۔ نہ یہ ایک دوسرے کو طالبان اور ظالمان قرار دے رہے ہوتے۔ تو آیئے، ہم سب اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو ذہن نشین کرلیں کہ ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم خیر وشر کے ذریعے تمہیں آزماتے رہتے ہیں اور پھر تمہیں ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو یہ ساری سیاست بازیاں اور ساری الزام تراشیاں دم توڑ جائیں اور ہم ایک دوسرے کو مارنے کی بجائے ایک دوسرے کے محافظ بن جائیں۔ موت ہماری زندگی کی محافظ ہے، زندگی اس وقت تک محفوظ ہے جب تک موت نہیں آجاتی۔ وہ جو اسد اللہ خان غالب نے کہا تھا کہ ؎

موت کا ایک دن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

تو ہمیں رات بھر نیند اس لئے نہیں آتی کہ ہمارا ضمیر ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے ہمیں کاٹتا رہتا ہے۔ ایسے میں بھلا نیند کس طرح آسکتی ہے۔ سوائے اس کے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی بداعمالیوں کی سچی توبہ کریں، خود بھی اللہ کے بندے بنیں اور دوسروں کو بھی اللہ کے بندے بننے کی دعوت دیں اور اللہ کی بندگی کے نظام کو دنیا میں قائم کرنے کی جدوجہد میں شامل ہو جائیں۔ موت تو پھر بھی آئے گی لیکن وہ موت اس سے بہتر ہوگی جو آج ہم پر کتے اور بلیوں کی طرح وارد ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک باعزت موت کی تیاری میں لگا دے۔ آمین

امیر تنظیم اسلامی کا پیغامِ عید الفطر رفقاء واحباب کے نام

ساتھیو! مشعلوں کو تیز کرو!!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادرانِ اسلام! گزشتہ اور گزشتہ سے پیوستہ سال عید الفطر کے موقع پر اپنے پیغام میں میں نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مستقبل کے بارے میں اپنے خدشات اور اندیشوں کا اظہار کیا تھا۔ بدقسمتی سے یہ خدشات درست ثابت ہورہے ہیں۔ دین وشریعت کے ساتھ مسلسل بے وفائی اور عالم کفر کی جانب سے مسلط کردہ دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ میں ہمارا صفِ اول کے اتحادی کا کردار ادا کرنا ہمارے کوہ ہمالیہ جیسے قومی جرائم ہیں، جن کا خمیازہ عذابِ الٰہی کی شکل میں اب ہمارے سامنے ہیں۔ غیروں کی سازشوں اور اپنوں کی حماقتوں اور بداعمالیوں کے سبب ہم ایسی گلی میں داخل ہو چکے ہیں جو بند بھی ہے اور مکمل طور پر تاریک بھی۔ اس کے باوجود کہ عالمِ کفر کے سرغنہ امریکہ کے منہ میں یہ جنگ ایک چھچھوندر کی طرح پھنس چکی ہے کہ نہ اُگلی جائے نہ نگلی جائے لیکن پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت جو اپنی ناک سے آگے دیکھنے کی صلاحیت سے بھی محروم ہو چکی ہے، زمینی حقائق اور تاریخ کے سبق سے صرفِ نظر کرتے ہوئے بدستور اِس ڈوبتی کشتی کی سواری پر مصر ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر ہر دوسرے روز اہل پاکستان کے حوالے سے کوئی نہ کوئی ایسا سکینڈل منصۂ شہود پر آتا ہے کہ ہمارے سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔ افسوس کہ ہم قومی سطح پر اپنے ان جرائم پر ڈھٹائی کے ساتھ ڈٹے ہوئے ہیں اور توبہ اور رجوع سے عملی طور پر انکاری ہیں۔ چنانچہ نتیجہ ہمارے سامنے ہے، بقول اقبال ؎

فطرت افراد سے اغماض بھی کرلیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

چنانچہ حالیہ دنوں میں بارشوں اور سیلاب کی آفت دراصل ہم پر اللہ کا نازل کردہ عذاب ہے کہ جس نے ہمارے دو کروڑ سے زائد افراد کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ ہزاروں انسان اور لاکھوں مویشی ہلاک ہوئے۔ لاکھوں مکان زمین بوس ہوگئے۔ دو لاکھ مربع کلومیٹر کے علاقے میں تمام فصلیں، سڑکیں، پل اور ریلوے لائنیں تباہ و برباد ہوگئیں۔ آج سورۂ روم کی آیت نمبر 41 میں بیان کردہ نقشہ ہمارے سامنے ہے کہ ”خشکی اور تری میں انسانوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد برپا ہوگیا ہے“۔ اس عذاب کو ٹالنے کا اصلی اور حقیقی طریقہ یقیناً یہی ہے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر توبہ کریں، گناہوں سے تائب ہو کر حقیقی مومن بنیں اور قرآن کے نظامِ عدل اجتماعی کو ملک میں رائج کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ فوری اور ہنگامی حوالے سے ہم پر یہ بھی واجب ہے کہ ہم سیلاب زدگان کی مدد کو اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہوئے اس میں حتی المقدور اپنا کردار ادا کریں۔ مناسب ہوگا کہ اس مرتبہ عید ہم انتہائی سادگی سے منائیں اور اپنی بچت اِن مصیبت زدگان پر خرچ کریں اور جہاں ممکن ہو عید کا دن اِن کے ساتھ مل کر منائیں۔

رفقاء گرامی! عید الفطر کا دن اصل میں ربِّ کائنات کی جناب میں اُس کی دو عظیم نعمتوں پر شکر بجا لانے اور باوقار انداز میں خوشی منانے کا دن ہے۔ ایک نعمت وہ جسے خود اللہ ربّ العزت نے اپنی رحمانیت کا سب سے بڑا مظہر قرار دیا ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ٥ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ٥ —— یعنی اللہ کی کتاب قرآن حکیم —— جو سرتاسر ہدایت ہے اور اُس صراطِ مستقیم کی رہنمائی کرنے والا ہے جو ہمارے لئے ابدی وحقیقی کامیابیوں اور حصولِ رضائے رب کی ضامن ہے —— اور دوسری نعمت 'ماہ رمضان المبارک میں روزے جیسی عظیم عبادت کی توفیق کا ملنا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ ہمارا رب اس ماہِ مبارک اور قرآن حکیم کی برکت سے سال کے آئندہ گیارہ مہینوں میں ہمیں ہر اس چیز سے بچنے اور اسے ترک کرنے کی توفیق بخشے جو اسے ناپسند ہے اور جس سے اُس کے حبیب نبی آخر الزمان ﷺ نے ہمیں باز رہنے کا حکم دیا ہے —— اور ہر اس کام اور دینی ذمہ داری کو بحسن وخوبی سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے جو ہمارے رب کو پسند ہے اور جس سے وہ راضی ہے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی۔

آج کے حالات اُمت مسلمہ کے ہر فرد سے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ اللہ کا پسندیدہ دینِ اسلام مسلمانوں کے اپنے ملکوں میں مغلوب ہو، اللہ کے احکامات اور رسول ﷺ کی لائی ہوئی شریعت پامال کی جاتی ہو، شعائر اللہ کا استہزا کیا جارہا ہو اور مسلمان عملی اعتبار سے اللہ کے دشمنوں اور باغیوں سے دوستی اور تعلق رکھنے کو باعث عزو شرف سمجھیں، اس کے باوجود ہم مسلمان دینی اعتبار سے اپنا قبلہ درست کیے بغیر کسی قدر نماز، روزہ کا اہتمام کرکے یہ خیال کریں کہ کہ اللہ کی رحمت اور نصرت ہمیں حاصل ہوگی؟ کیا یہ خود فریبی نہیں ہے؟ یہ پنج وقتہ نماز اور رمضان کے روزے تو ہمیں اپنے رب کی کبریائی قائم کرنے کے لیے قوت اور توانائی بخشنے کا ذریعہ ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں سے شدید بیزاری کا اظہار فرمایا ہے جو کتاب وشریعت کے ایک حصہ کو مانتے ہیں اور دوسرے احکام کا اپنے عمل سے انکار کرتے ہیں۔ ان حالات میں رفقاء تنظیم واحباب کے لیے میرا خصوصی پیغام ہے کہ ؏ ساتھیو! مشعلوں کو تیز کرو!! ہمیں اپنی تمام دینی ذمہ داریوں کی ادائیگی پر ہمت کے ساتھ کمر بستہ ہونا ہوگا!

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ ہمیں اپنے اصل نصب العین یعنی رضائے الٰہی کے حصول کے لئے غلبہ واقامتِ دین کی جدوجہد سمیت اپنی تمام دینی ذمہ داریاں احسن طریقے سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) —— اے ہمارے پروردگار! اس ہلالِ عید کو ہمارے لئے اور پوری اُمت مسلمہ کے لئے امن وامان اور سلامتی واسلام کا چاند بنا کر طلوع فرما اور اسے ہمارے لئے رشد وہدایت کا موجب بنادے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد!

احقر عاکف سعید عفی عنہ

بند بنائیں مگر اللہ سے بھی بنا کر رکھیں!

ضمیر اختر خان

مملکت خداداد پاکستان میں ایک طرف نیکیوں کا موسم بہار جوبن پر ہے تو دوسری طرف اس کے باسیوں کی ایک بڑی تعداد سیلاب کی تباہ کاریوں کے باعث مصائب وآلام کا بھی شکار ہے۔ آفرین ہے ان نیک بختوں پر جو "شہر المواسات" (ہمدردی وغمخواری کا مہینہ) کا حق ادا کرتے ہوئے عملی طور پر اپنے دکھی بھائیوں کی دل کھول کر امداد کر رہے ہیں۔

اس وقت بے لوث قسم کے لوگ تو اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی خدمت میں لگے ہوئے اور کچھ صرف زبانی جمع خرچ میں اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ جنہیں اپنی دانش وبینش کا غرہ ہے وہ سارا زور اس پر صرف کر رہے ہیں کہ اگر بند باندھ لیے جاتے تو اتنا نقصان نہ ہوتا۔ خاص طور پر اگر کالا باغ بند بن جاتا تو شاید یہ نقصان بالکل ہی نہ ہوتا۔ ہمیں اس سے انکار نہیں ہے۔ بند ضرور بنائیں، لیکن بحیثیت مسلمان ہمیں اپنی روش بھی بدلنا ہوگی۔ بند بنانے کے ساتھ ساتھ اپنے خالق ومالک اللہ عزوجل سے بھی بنا کر رکھنی ہوگی۔ صرف بند بنانے سے انسان ہر طرح سے محفوظ نہیں ہو جاتا۔

آج کے انسان کا یہ بڑا المیہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس زمین پر مختار کل سمجھ بیٹھا ہے۔ آفات وبلیات کو وہ قدرتی مظاہر (natural phenomena) قرار دیتا ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ جن چیزوں کو قدرتی آفات سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ کوئی خودکار نظام کے تحت وجود میں نہیں آتیں بلکہ یہ ایک حکیم وعلیم وخبیر ذات کی کارفرمائی ہے۔ حالیہ سیلاب واضح طور پر اللہ جل جلالہ کی طرف سے عذاب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کو، چاہے وہ متاثرین میں سے ہو یا غیر متاثرین میں سے، یہ جائزہ لینا ہے کہ اُس سے کیا کیا کوتاہیاں ہوئیں ہیں۔ اور پھر ان کے ازالے کی فکر کی جائے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائیں گے۔

اس وقت ملی سطح پر ہم سب سے جو کوہ ہمالیہ جیسی غلطی ہوئی ہے اس کا احساس تو کجا ادراک تک نہیں ہے۔ وہ غلطی، وہ اجتماعی گناہ اللہ تعالیٰ سے وعدہ خلافی ہے۔ ہم نے آج سے 63 برس قبل اللہ سے وعدہ کر کے یہ ملک حاصل کیا تھا کہ ہم اس میں اس ذات باری کے احکام کی پیروی کریں گے۔ کیا ہم نے یہ وعدہ انفرادی واجتماعی سطح پر پورا کیا؟

شریعت سے روگردانی کا جرم صرف حکمرانوں ہی نے نہیں پوری قوم نے کیا ہے۔ خواص تو اسلام سے دور ہیں ہی، عوام اور غریب عوام نے کب دین کا دامن پکڑا ہے۔ جو لوگ سیلاب میں گھر گئے کب وہ اپنے کچے گھروں میں رب کی رضا کے کام کر رہے تھے؟ مجھے کچے گھروں کے اوپر ڈش انٹینا اور اب کیبل نامی خبیث چیز دیکھ کر جھرجھری طاری ہوتی تھی۔ کیا آزاد ملک حاصل کرنے کا یہ مقصد تھا؟ حقائق کڑوے ہوتے ہیں لیکن ان کا سامنا کرنے سے ہی ہم بہتری کی طرف جاسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ وہ خود فرماتا ہے: ﴿وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ﴾ (ق:29) "اور میں اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں۔" ان 64 برسوں میں ہم سب نے دنیا ہی کے لیے اپنے آپ کو وقف کر لیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہم اپنی منزل ہی بھول گئے۔ آج بھی ہر ایک کی دیرینہ خواہش ہے کہ وہ معاشی طور پر خوشحال ہو جائے حالانکہ مسلمان جب تک اللہ کو راضی نہیں کریں گے خوشحال ہو ہی نہیں سکتے۔ اللہ نے واضح انداز میں بتا دیا ہے کہ اگر بستی والے ایمان اور تقویٰ اختیار کریں گے تو وہ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے گا۔ افسوس کہ ہمیں آج اس کا یقین ہی نہیں ہے۔

سورۃ سبا میں اللہ نے قوم سبا کا واقعہ ہماری عبرت کے لیے بیان فرمایا ہے۔ آیئے، اس سے رہنمائی حاصل کریں۔ روایات کے مطابق یہ قوم موجودہ یمن کے علاقہ میں رہتی تھی۔ یہ خطہ نہایت زرخیز وشاداب تھا۔ اس کی اصل شاہراہ کے دونوں جانب نہایت شاداب باغوں کا سلسلہ پورے علاقے پر پھیلا ہوا تھا بالکل ایسے جیسے چارسدہ کے آلو بخارے وغیرہ کے باغات دور دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ مزید براں بند باندھ کر انہوں نے پانی وافر مقدار میں جمع بھی کیا ہوا تھا ویسے ہی جیسے ہمارے ہاں منگلا اور تربیلا ڈیم ہیں۔ تاریخ کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی طرح کا ایک کئی میل لمبا چوڑا ڈیم اہل سبا کا بھی تھا جو ان کو سیلاب کے خطرات سے محفوظ بھی کیے ہوئے تھا اور آب پاشی کے لیے بھی بقدر ضرورت اس سے ان کو پانی حاصل ہوتا تھا۔ تاریخ میں اس کا ذکر "سدِ مآرب" کے نام سے آتا ہے۔ مآرب سبا کا دارالحکومت تھا۔ علاوہ ازیں بیرون ملک بھی ان کی تجارت مستحکم تھی۔ مجموعی طور پر وہ ایک مضبوط معیشت والا ملک تھا۔ آج کل کی اصطلاح میں وہ economic gaint تھا۔ پوری قوم انتہائی خوشحال تھی۔ انہیں اللہ کی طرف سے وقت کے پیغمبر کے ذریعے آگاہ کر دیا گیا تھا کہ اپنے رب کے دیئے ہوئے رزق سے کھاؤ اور اس رب کا شکر ادا کرو۔ ﴿كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ﴾ (سبا:15) "اپنے پروردگار کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر کرو۔" الغرض اہل سبا کے لیے ان کے ملک میں اللہ کی رحمت وربوبیت اور اس کے فضل وانعام کی بہت بڑی نشانیاں موجود تھیں، لیکن انہوں نے رب کی نعمتوں کی قدر نہ کی۔ اللہ کی شکر گزاری کی بجائے عیاشیوں میں پڑ گئے۔ نتیجہ کیا ہوا؟ قرآن کہتا ہے: ﴿فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ﴾ (سبا:16) "تو انہوں نے (شکرگزاری سے) منہ پھیر لیا۔ پس ہم نے ان پر زور کا سیلاب چھوڑ دیا۔" جب طغیانی وفساد میں مبتلا ہوئے تو اللہ نے ان کی حیات بخش چیز یعنی پانی کو ان کی ہلاکت کا ذریعہ بنا دیا۔ ایک عظیم سیلاب نے ان کے بند (سد مآرب) کو توڑ دیا جس سے سارا ملک تاراج ہو کر رہ گیا۔ پھر کیا تھا، وہ باغات جو میٹھے پھلوں سے لدے پھندے ہوتے تھے انہیں کڑوے کسیلے بے وقعت پھلوں سے بدل دیا۔ اس پر اللہ جل جلالہ کا تبصرہ عقل مندوں کے لیے اپنے اندر پیغام عبرت رکھتا ہے۔ فرمایا: ﴿ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ﴾ (سبا) "ہم نے ان کو یہ سزا کفران نعمت کی پاداش میں دی اور اس قسم کی سزائیں ہم ناشکروں کے سوا کسی اور کو نہیں دیتے۔"

(باقی صفحہ 19 پر)

عید الفطر

اللہ کی نعمتوں پر شکرانے کا جشن

مولانا محمد امین اثری

عید الفطر کی حیثیت:

رمضان المبارک کے پورے مہینے کے روزے رکھ چکنے کے معنی اللہ کی بندگی کے ایک دشوار فریضے کو ادا کر لینے کے ہیں۔ ایسے موقع پر آدمی کے دل میں، ایک انسان ہونے کی حیثیت سے خوشی کے جذبات کا، اور مومن ہونے کی حیثیت سے شکر و سپاس کے جذبات کا پیدا ہونا بالکل فطری بات ہے۔ اسی فطری جذبے کا مظہر ہے جسے عید الفطر کہا جاتا ہے۔

یہ عید اس لیے مشروع فرمائی گئی ہے تاکہ مومن روزے کے فرض ادا کر لینے پر اپنی روح کی مسرت کا اظہار کرے۔ دوسری طرف اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس نے اپنی بندگی کا ایک اہم فریضہ ادا کرنے کی اسے توفیق بخشی۔ معلوم ہوا کہ اسلام میں تہوار کی نوعیت دوسری قوموں کے تہواروں سے بنیادی طور پر مختلف ہے۔ یہاں عید کا جشن کسی دنیوی مقصد کے حاصل ہو جانے کی یاد میں نہیں منایا جاتا بلکہ ایک فریضۂ عبادت کے ادا کر لینے اور اخروی فلاح کا مستحق ہو جانے کی خوشی میں منایا جاتا ہے۔

عید کی رات کی عبادت:

عید اور بقر عید کی راتیں شرف اور بزرگی کی راتیں ہیں۔ ان میں بھی جاگنے اور عبادت کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيْدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلّٰهِ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهٗ يَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ۔" [سنن ابن ماجه]

''جس نے اللہ کے ثواب کی خاطر دونوں عیدوں کی راتوں میں عبادت کی اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن بہت سے دل مردہ ہو رہیں گے۔''

یعنی قیامت کے دن جب کہ لوگوں پر بے حد سختیاں اور دہشتیں ہوں گی اور لوگ حواس باختہ ہو جائیں گے اس دن اس کا دل بالکل بے خوف اور مطمئن ہوگا۔

عید کے دن کی سنتیں:

عید کے دن ان کاموں کا کرنا مسنون ہے:

1 غسل کرنا۔ عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہے کہ ''عیدین کے دن غسل کرنا سنت ہے۔''
(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی)

اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ ''وہ عید گاہ جانے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔'' (موطا امام مالکؒ)

2 عمدہ کپڑے پہننا۔ حاکم کی روایت ہے کہ ''آنحضرت ﷺ نے عیدین کے موقع پر حسب توفیق اچھے سے اچھے کپڑے پہننے کی ہدایت فرمائی ہے۔'' چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ جن کا اتباعِ سنت مثالی حیثیت رکھتا ہے، عیدین میں بہترین کپڑے زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ (فتح الباری بحوالہ بیہقی وابن ابی الدنیا)

3 خوشبو استعمال کرنا، حاکم کی مذکورہ بالا حدیث میں یہ ہدایت بھی موجود ہے کہ ''عیدین کے موقع پر حسب توفیق اچھی سے اچھی خوشبو استعمال کر لینی چاہیے۔''

4 عید گاہ جاتے آتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر کہنا۔ آیت قرآنی کے الفاظ ﴿وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ﴾ (البقرہ 185) یعنی ''تاکہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو، اس کی ہدایت بخشی پر۔'' کا تقاضا علماء نے یہ بھی قرار دیا ہے کہ عید کے دن بہ آواز بلند تکبیریں کہی جائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی اس عمل کا مختلف روایتوں میں ثبوت موجود ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ ''یہ حضرات عید گاہ جاتے وقت تکبیریں کہا کرتے تھے۔'' اس تکبیر کے الفاظ یہ ہیں:

"اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔" (دارقطنی)

5 عید گاہ پیدل جانا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ وضاحت سے فرماتے ہیں کہ ''سنت یہ ہے کہ تم عید گاہ پیدل جاؤ۔'' (ترمذی)

6 عید گاہ ایک راستے سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا۔ ترمذی، احمد اور ابن حبان کی حدیث میں ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ جب عید گاہ کسی راستے سے جاتے واپسی دوسرے راستے سے فرماتے۔'' اس طرزِ عمل کی بہت سی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سب سے نمایاں حکمت اسلام کی شوکت اور قوت کے مظاہرے کی ہے۔

7 طاق کھجوریں یا چھوارے کھا کر یا پھر کوئی میٹھی چیز کھا کر عید گاہ جانا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''آنحضرت ﷺ عید الفطر کی صبح کو بغیر کھجوریں کھائے عید گاہ تشریف نہیں لے جاتے تھے۔'' (بخاری، کتاب العیدین)

عید گاہ:

عید گاہ سے وہ جگہ مراد ہے جہاں عیدین کی نماز ادا کی جاتی ہے۔ عید گاہ کے لیے پختہ عمارت اور منبر و محراب ضروری نہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانے میں عید کی نماز مدینے کے مشرقی جانب آبادی سے باہر میدان میں پڑھی جاتی تھی۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عید گاہ کھلی فضا میں تھی۔ نہ اس پر کوئی عمارت تھی اور نہ ہی چار دیواری۔ عید گاہ میں کوئی منبر بھی نہ تھا۔ آپ ﷺ زمین پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے، جو عام سطح سے تھوڑی اُٹھی ہوئی تھی۔ مسجد سے باہر کبھی منبر نہیں نکالا گیا تھا، سب سے پہلے جس نے منبر مسجد سے باہر نکالا وہ مروان بن الحکم تھا اور اسی کے عہد امارت میں مدینے میں کثیر بن الصلت نے گارے اور مٹی سے منبر تیار کیا۔''

(زاد المعاد، ج:1، ص:250-254)

عید کی نماز کے لیے پختہ مساجد تعمیر کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ آبادی سے باہر کھلے میدان میں نماز ادا کرنا افضل ہے۔ لیکن موسم کی خرابی یا دشمن کے حملہ کا خدشہ ہو اور آبادی سے باہر جانا ممکن نہ ہو تو شہر کی جامع مسجد میں عید کی نماز ادا کی جائے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''ایک بار بارش کے باعث رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبویؐ میں عید کی نماز پڑھائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپؐ کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کی۔''

[سنن ابی داؤد، ابن ماجہ]

عید گاہ میں عورتوں کی حاضری:

عورتوں کا بھی عید گاہ جانا سنت ہے، خواہ وہ کسی عمر کی ہوں، شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ، جوان ہوں یا ادھیڑ یا بوڑھی۔ اتنا ہی نہیں، بلکہ ایسی عورتوں کو بھی

عیدگاہ جانا چاہیے جو طہر کی حالت میں نہ ہوں۔ چنانچہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ''آنحضرت ﷺ کی طرف سے ہم کو حکم ہوتا تھا کہ ہم عید کے دن عیدگاہ جائیں، یہاں تک کہ پردے والی دوشیزاؤں کو بھی لے جائیں، اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ایام والی عورتوں کو بھی ساتھ لے جائیں۔ پس عورتیں عیدگاہ میں مردوں کے پیچھے رہتی تھیں۔ ان کی تکبیر کے ساتھ تکبیریں کہتیں اور ان کی دعا میں شریک ہوتیں اس امید کے ساتھ کہ اس مبارک دن کی برکت اور اس کی پاکیزگی سے فیض یاب ہوں گی۔'' (بخاری، کتاب العیدین)

علمائے احناف کا خیال ہے کہ چونکہ یہ اخلاقی خرابیوں اور فتنوں کا زمانہ ہے اس لیے اب عورتوں بالخصوص جوان عورتوں کا عیدگاہ جانا نامناسب اور مکروہ ہے۔ لیکن احادیث اس رائے کی موافقت نہیں کرتیں، اس لیے صحیح بات یہی ہے کہ عورتوں کو بھی عیدگاہ جانا چاہیے، ہاں یہ ضرور ہے کہ پردے کے پورے اہتمام کے ساتھ ہی جانا چاہیے۔ نہ تو کپڑوں پر کوئی خوشبو لگی ہو، اور نہ جسم پر کوئی بجنے والا زیور یا سامان آرائش ہو جو کہ کسی فتنے کا سبب بن سکے۔

عید کی نماز اور اس کا وقت:

عیدین کی نماز امام شافعی رحمہ اللہ اور علمائے جمہور کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔ ابوسعید اصطخری شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فرض کفایہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک واجب ہے۔ (بخاری)

نبی کریم ﷺ نے اسلام کے شروع زمانہ سے لے کر زمانہ وفات تک کبھی عیدین کی نمازیں ترک نہیں کیں۔ آپؐ کے بعد خلفائے اربعہؓ اور تابعین اور تبع تابعین سے بھی اس کا ترک کرنا ثابت نہیں ہے، بلکہ جمعہ کے روز اگر کوئی عید آپڑتی تو جناب رسول اللہ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز عید تو ادا فرماتے اور نماز جمعہ کی رخصت دیتے کہ چاہیں پڑھیں یا نہ پڑھیں مگر خود جمعہ بھی ترک نہ کرتے۔ چونکہ عید کی نماز کی وجہ سے آپؐ نے جمعہ کی نماز نہ پڑھنے کی اجازت دی تھی، اس لیے محققین علماء فرماتے ہیں عیدین کی نمازیں مسلمانوں پر فرض ہیں، اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے ظاہری لفظوں سے بھی اس کی فرضیت ہی ثابت ہوتی ہے۔

جب آفتاب طلوع ہو کر روشنی پھیل جائے تو عید کی نماز کا اول وقت ہو گیا یعنی اشراق کا وقت نماز عید کا اول وقت ہے اور سورج ڈھلنے سے پہلے تک اس کا وقت باقی رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کی نماز قدرے تاخیر سے اور عید الاضحیٰ کی نماز قدرے جلدی پڑھا کرتے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اتباع سنت میں اس قدر شدید تھے کہ سورج طلوع ہونے سے قبل گھر سے باہر نہ نکلتے۔ (زادالمعاد: ج1، ص:251)

عیدین کی نماز کے لیے نہ اذان ہے اور نہ اقامت۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح'' میں عید کے دن اذان اور اقامت نہ ہونے کے بارے میں یوں باب مقرر فرمایا ہے:

اَلْمَشْيُ وَالرُّكُوْبُ اِلَى الْعِيْدِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ۔

[بخاری کتاب العیدین]

نماز عید سے پہلے یا بعد کو عیدگاہ میں کوئی سنت یا نفل پڑھنے کا ثبوت نہیں ہے، اس لیے وہاں کوئی ایسی نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

''رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن نکلے اور دو رکعت نماز اس طرح پڑھی کہ نہ تو اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ بعد میں اور آپ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔'' [بخاری، کتاب العیدین]

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عیدگاہ میں رسول اللہ ﷺ کوئی سنت وغیرہ نہیں پڑھتے تھے اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عیدگاہ میں نماز عید سے قبل یا بعد میں کوئی نماز پڑھتے تھے۔'' [زادالمعاد، ج1، ص251]

عید کا خطبہ:

عید کی نماز سے فراغت کے بعد عید کا خطبہ سننا مسنون ہے۔ لوگوں کو چاہیے کہ نماز کے بعد اپنی جگہوں پر سکون سے بیٹھے رہیں اور امام لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر خطبہ دے۔ اس کے بعد عورتوں کی طرف جائے اور انہیں بھی وعظ و نصیحت کرے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا۔ حضرت عطاء نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن کھڑے ہوئے اور نماز ادا کی۔ پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔ جب فارغ ہوئے تو نیچے اتر کر عورتوں کے پاس تشریف لائے اور انہیں نصیحت فرمائی۔''

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ''مَوْعِظَةُ الْاِمَامِ النِّسَاءَ يَوْمَ الْعِيْدِ'' یعنی ''امام کا عید کے دن عورتوں کو نصیحت کرنا۔'' کے عنوان سے ایک باب بھی مقرر کیا ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ اور دوسرے اصحاب سنن نے بھی عید کے دن عورتوں کو امام کی نصیحت کرنے کے متعلق احادیث اپنی کتب میں روایت کی ہیں۔

خطبہ کے دوران سامعین کو خطیب سے سوال کرنے یا کوئی مسئلہ پوچھنے کی اجازت ہے۔ جیسا کہ براء بن عازب نے ایک حدیث میں روایت کیا ہے (بخاری، کتاب العیدین، باب کلام الامام والناس فی خطبۃ العید واذا سئل الامام عن شیء وھو یخطب)

نماز عید سے قبل خطبہ دینا غیر مسنون ہے۔

رسول اللہ ﷺ، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی عمل رہا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔'' [بخاری]

''میں عید کی نماز میں رسول اللہ ﷺ، ابوبکر و عمرو عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ شریک رہا ہوں۔ یہ سب حضرات خطبہ سے پہلے نماز ادا کرتے تھے۔''

عید کے خطبہ کے دوران رسول اللہ ﷺ وعظ و نصیحت فرماتے، جن چیزوں سے روکنا ہوتا ان سے منع فرماتے، جن چیزوں کا حکم دینا ہوتا ان کا حکم فرماتے اور خطبہ کے درمیان کثرت سے تکبیر پڑھتے۔

عید کے دن کی دعا:

رسول اللہ ﷺ عید کے دن اس دعا کو پڑھا کرتے تھے:

''اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ عِيْشَةً نَّقِيَّةً وَّمِيْتَةً سَوِيَّةً وَمَرَدًّا غَيْرَ مَخْزِيٍّ وَّلَا فَاضِحٍ۔ اَللّٰهُمَّ لَا تُهْلِكْنَا فُجَاءَةً وَّلَا تَأْخُذْنَا بَغْتَةً وَّلَا تَعْجَلْ عَنْ حَقٍّ وَّلَا وَصِيَّةٍ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْعَفَافَ وَالْغِنَا وَالْبَقَاءَ وَالْهُدٰى وَحُسْنَ عَاقِبَةِ الْاٰخِرَةِ وَالدُّنْيَا وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّكِّ وَالشِّقَاقِ وَالرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ فِيْ دِيْنِكَ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔'' [طبرانی]

''اے اللہ! ہم تجھ سے پاک صاف زندگی اور ایسی ہی عمدہ موت طلب کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمارا لوٹنا رسوائی اور ندامت کا نہ ہو۔ اے میرے مولا، ہمیں اچانک ہلاک نہ کر اور نہ اچانک پکڑ، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم وصیت کرنے اور حق ادا کرنے سے رہ جائیں۔ الٰہی، ہم تجھ سے پاک دامنی، غنا، بقا، ہدایت اور دین و دنیا کی بہتری مانگتے ہیں اور تیری پناہ چاہتے ہیں، شک اور نافرمانی سے اور دین کے کاموں میں دکھاوے، سناوے سے۔ اے دلوں کے پھیرنے والے، ہمارے دلوں کو ہدایت کے بعد ٹیڑھا نہ کر، اور اپنے پاس سے رحمت خاص عطا فرما۔ یقیناً تو بڑا داتا ہے۔''

دہشت گردی نہیں،

اصل مسئلہ قرآن مجید کو حَکَم بنانا ہے!

جو صلیبیوں کو پریشان کیے جارہا ہے

صلیبیوں کا خیال ہے کہ افغان مسلمانوں کو انہی قوانین، اقدار اور معیارات کو قبول کرنا ہوگا جو واضح طور پر یا تو قرآن سے متصادم ہوں یا قرآن کو مسترد کر دیتے ہوں

عابد اللہ جان کی معرکہ آرا کتاب
"Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade"
کا قسط وار اُردو ترجمہ

ترجمہ: محمد فہیم

طالبان کو اقتدار سے بے دخل کرنے اور مسلمانوں کو ایک اسلامی معاشرے اور طرز زندگی کا نمونہ پیش کرنے سے روکنے کے اصل مقصد کے علاوہ امریکہ نے افغانستان پر قبضہ کرنے سے جو دوسرے فوائد حاصل کیئے وہ اب ہماری انکھوں کے سامنے آگئے ہیں۔ اپنے ایک منظور نظر آمر کے ہاتھ میں اقتدار دے کر پاکستان کو پوری طرح سے غیر جانبدار بنادیا گیا، جہاں سے اب کسی ایسی اسلامی تحریک کا فوری طور پر اُٹھنا بعید از امکان ہے جو امت مسلمہ کو ایک اسلامی وحدت میں متحد کر سکے۔ مسلمانوں کا حق خود اختیاری حاصل کرنا اب ایک ایسے خواب کی مانند ہے جو مستقبل میں مدت مدید تک تشنۂ تعبیر رہے گا۔ لندن میں 7 جولائی 2005ء کے سب وے بس دھماکہ کے واقعہ کے نتیجہ میں برطانوی حکومت نے اتنے لوگوں پر ہاتھ نہیں ڈالا جتنے پرویز مشرف نے پاکستان میں گرفتار کر دیئے۔ یعنی صرف دو ہفتوں کے اندر اندر برق رفتاری کے ساتھ تین سو لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ آمریت کو دستوری تحفظ دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ مذہبی سیاسی پارٹیوں کے استحصال کی راہ پوری طرح ہموار کر لی گئی، اس کے باوجود کہ ان پارٹیوں کو ایک اسلامی ریاست قائم کرنے کا کوئی موقع میسر نہیں تھا۔ وسیع تر علاقائی تناظر میں دیکھا جائے تو امریکہ نے اب ایران کو شمال وجنوب دونوں اطراف سے گھیر رکھا ہے۔ سابق سوویت یونین سے آزاد ہونے والی نئی خود مختار مملکتوں کے اب امریکہ کے زیر اثر آنے کی راہ بھی ہموار ہو چکی ہیں۔ سوویت یونین سے علیحدگی کے بعد قازقستان، ترکمانستان، ازبکستان، تاجکستان، کرغیزستان، جارجیا اور آزر بائیجان کی آزاد مملکتیں تو کامیابی کے ساتھ قائم کی جا چکی ہیں۔ اب صرف جارجیا اور آزر بائیجان کے شمال کی طرف واقع علاقہ کے لیے روس سے ٹوٹ جانا باقی ہے، جس سے روس کے بحیرۂ کیسپین پر علاقائی حقوق کا خاتمہ ہو جائے گا۔ نئی خود مختار مملکتیں اب روسی غلبہ کی بجائے امریکی ریاستی بالادستی کے زیر اثر ہوں گی۔ مزید برآں بجائے اس کے کہ مقامی ثقافت، شناخت اور خود اختیاری جیسی قومی صفات اپنی اصلی شکل میں مؤثر ہو سکیں، نئی آزاد مملکتیں ان مقامی ''جمہوری طریقہ سے منتخب شدہ'' غاصبوں کے رحم وکرم پر ہوں گی (جیسے اسلام کریموف ہے) جو ذاتی مفادات اور اقتدار میں رہنے کے لیے امریکہ کے ساتھ ہر قسم کے لین دین کے لیے تیار رہیں گے۔

امریکہ غاصب مسلمان مملکتوں کے سربراہوں کے ساتھ کاروباری مراسم استوار کرنے پر پھولے نہیں سماتا۔ مقامی غاصبوں کو اقتدار میں لاکر رکھنے کے پس پردہ جو خیال کارفرما ہے وہ یہ ہے کہ یہی لوگ ہیں جو مقامی اسلامی تحاریک کو لگام دے سکتے ہیں۔ دیکھیں، ازبکستان کا آمر اسلام کریموف سینکڑوں شہریوں کو موت کے گھاٹ اُتار کر پھر یہ کہہ کر اس جرم سے اپنے آپ کو مبرّا کر دیتا ہے کہ ''وہ خلافت کا نظام قائم کرنے چلے تھے''۔ افغانستان کی بیس سالہ خانہ جنگی جس میں یہ ملک تباہ وبرباد ہو کر مفلسی، ہولناک اموات اور مصائب کا شکار ہوا امریکہ کی سوچی سمجھی پالیسی تھی۔ دراصل اس خطے میں اپنے منصوبوں کی تکمیل کے لیے ابتداءً امریکہ نے طالبان کی پشت پناہی کی۔

نیوکنزرویٹوز کے ہاں مسلمانوں کو اسلام سے دور رکھنے کی جو فکر تھی وہ اتنی دور رس تھی کہ وہ اس بات کو ضروری خیال کرنے لگے کہ اسلامی دُنیا کو گھیرے میں لینا ناگزیر ہے، تاکہ مسلمانوں کو اپنے حق خود اختیاری اور خود مختاری کو بروئے کار لانے سے روکا جا سکے۔ اسلام خائف گروہ کے خیال میں مسلمانوں کو خواہی نخواہی اپنی مملکتوں کے اندر لادینیت (سیکولرازم) کے آگے سر جھکا کر ان ''معتدل'' معیارات کے مطابق زندگی بسر کرنی ہوگی جو اُس نے معین کر رکھے ہیں۔ اسلام خائف طاقتیں کسی نہ کسی طریقہ سے تمام اسلامی ممالک کے اوپر اپنا تسلط چاہتی ہیں، تاکہ وہ مسلمانوں کو مجبور کر سکیں کہ مسلمان قرآن کو اللہ تعالیٰ کے آخری منشور کے طور پر تسلیم نہ کریں اور کسی بھی طور پر قرآن اور سنت کے مطابق زندگی نہ گزاریں۔ اگر وہ ایسا کرتے ہیں یا ایسا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ان پر ضرور حملہ کر کے قبضہ کرنا چاہیے، اور ان کو ''مہذب'' اور ''جمہوری'' بنانا چاہیے۔ بعض ممالک تو ایسے ہیں کہ وہ دھمکیوں اور لالچ کے حربوں کے سامنے دب جائیں گے جیسے کہ آج تک پاکستان کا معاملہ ہے اور بعض دوسرے ایسے ہوں گے جن پر نہ جھکنے کی وجہ براہ راست حملہ ضروری ہوگا جیسا کہ افغانستان ہے۔

سٹیج کردہ نائن الیون کے ڈرامے نے 21 ویں صدی کے صلیبیوں کے ہاتھوں میں دُنیا میں کسی بھی ملک پر ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے بہانے ایک کھلا لائسنس دے رکھا ہے۔ یہ جنگ اب صاف طور پر مسلمانوں کے درمیان ان ''انتہا پسندوں'' کو پکڑنے کے عمل میں تبدیل ہو چکی ہے جو خلافت کو از سر نو قائم کرنے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ افغانستان میں ہم نے آخری صلیبی جنگ کے عمل تخلیق کا مشاہدہ کیا۔ سوڈان بھی ہونے والا ایک ہدف ہے۔ ابتداً اسی قسم کی تمہیدی تیاری میڈیا کی ذریعے کی جاتی رہی جس طرح کہ افغانستان پر حملہ اور قبضہ کے لیے راہ ہموار کرنے کے لیے کی گئی تھی۔ نیویارک ٹائمز کے نکولاس کرسٹوف کو ایک اور افغانستان جیسی مہم کے لیے خصوصی ذمہ داری سونپ دی گئی ہے کہ وہ سوڈان پر ''نسل کشی'' کے متعلق ہفتہ وار رپورٹیں لکھا کرے۔ ایران اور شام بھی آئندہ مداخلت کے لیے واضح اہداف ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اہم ہدف قرآن ہے جس کے متعلق یہ مطالبات اٹھائے جا رہے ہیں کہ اس پر (نعوذ باللہ) پابندی عائد کی جائے۔ جوں جوں صلیبی مداخلت (جنگیں) آگے بڑھتی رہے گی۔ ایسے مطالبے

بھی اور اُبھرتے چلے جائیں گے۔

نائن الیون حملے نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں، برطانیہ وغیرہ کے ہاتھ میں ایک ایسا خالی چیک تھما دیا ہے جس کی رو سے جو شہری بھی انصاف اور قانون کی حکمرانی کے لیے دہائی دے اسے ''دہشت گردوں کا ہمدرد'' کے الفاظ کہہ کر خاموش کیا جا سکتا ہے۔ 7 جولائی 2005ء کے حملہ کے بعد برطانوی حکومت نے چاہا کہ وہ عالمی انتہا پسندوں کی ایک فہرست تیار کرے، ایک ایسی فہرست جس میں ایسے تمام لوگوں کو شامل کیا جائے جو ضروری نہیں کہ دہشت گردی میں ملوث ہوں بلکہ ان کے متعلق صرف یہ خیال کیا جاتا ہو کہ اُن کی سرگرمیاں بالواسطہ تشدد کو بھڑکانے کا سبب بنتی ہیں۔ اس خالی چیک کے معنی یہ ہیں کہ کوئی بھی شخص جو حال کے صلیبیوں کی پالیسیوں کی ہمنوائی نہیں کرتا، اسے تشدد بھڑکانے کا ذریعہ سمجھا جائے گا اور ''انتہا پسند'' گردانا جائے گا۔ لہٰذا اُسے نکال باہر کیا جائے گا، ملک بدر کیا جائے گا اور کیا پتہ اسے گیس چیمبرز میں داخل کر کے گزارا جائے، اگر اسی طرح کے چند اور نائن الیون اور سیون سیون جیسے ڈرامے سٹیج کیے جا سکیں۔

افغانستان پر حملہ اور قبضہ کے پس پردہ کارفرما مقاصد قابض فوجوں کے افغان دستور کو ''جدید بنانے'' کے عمل سے اور بھی واضح ہو گئے ہیں۔ بُش، رمزفیلڈ اور ان کے فوجی کمانڈر ابی زید کے کھلے بیانات بھی یہ بات واضح کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہماری جنگ مسلمانوں کی اس جدوجہد کے خلاف ہے جس میں وہ ساتویں صدی کی جنت کا احیاء چاہتے ہیں۔ دو مسلم ممالک پر گزشتہ کئی سالوں سے قبضے اور تقریباً ڈیڑھ لاکھ افراد کی ہلاکت کو جن میں امریکی بھی شامل ہیں، کھلی دہشت گردی ہے۔ امریکہ کے سب سے بڑے دہشت گرد جنرل ابی زید کو یقین ہے کہ ''طویل جنگ ابھی صرف اپنے ابتدائی مراحل میں ہے''۔ آپ ذرا اس جنگ کے آگے کے مراحل کا اندازہ کریں جو اسلامی دنیا کو ''جدید بنانے'' کے مقصد سے لڑی جائے گی اور ہاں اس جنگ کی اقتصادی تباہ کاریوں کا بھی ذرا اندازہ کیجیے۔

نیو یارک ٹائمز کے 14 نومبر 2003ء کے اداریہ نے افغان جنگ کے پس پردہ کارفرما مقاصد کے متعلق کسی قسم کا شائبہ نہیں چھوڑا۔ ایک خاص ذہن سے تیار کردہ یہ اداریہ اس ذہنیت کو بے نقاب کر دیتا ہے جو دہشت گردی کے خلاف جنگ کے عنوان سے افغانستان اور دوسری جگہوں پر جاری جارحیت کے پیچھے چھپی ہے۔

افغانستان میں دستور سازی کی کوششوں پر تبصرہ کرتے ہوئے نیو یارک ٹائمز لکھتا ہے کہ ڈرافٹ میں بعض ''امید افزا تمنائیں'' شامل ہیں —— لیکن اس نہایت اہم دستاویز کے بعض پہلو تکلیف دہ بھی ہیں۔ نیو یارک ٹائمز کے ایڈیٹروں کے لیے خوشی کا موقع وہ ہے جب وہ دیکھتے ہیں کہ ''دستاویز شریعت پر زور نہیں دیتی'' کیونکہ انھیں یقین ہے کہ ''دوسری تحدیدات کے علاوہ شریعت میں اختلاف رائے کو برداشت کرنے کی گنجائش نہیں''۔ اب یہ الفاظ ایک آدمی کو یہ کہنے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ نیو یارک ٹائمز کے ادارتی بورڈ کے سامنے یہ سوال رکھے کہ ''کسی جمہوریت میں اختلاف رائے کی گنجائش موجود ہونے کا فائدہ کیا ہے؟ جب یہ اپنے جمہوری طور پر منتخب شدہ نمائندوں کو فریب کاری، جھوٹ اور دھوکہ دہی کی بنیاد پر شروع کردہ ظالمانہ جنگوں سے منع نہ کر سکی۔

اشرافیہ کی ایک ''جمہوری'' حکومت جس طرح جھوٹ اور دھوکے کا سہارا لے کر اکثریت پر حکمرانی کرتی ہے، اس بارے میں اختلاف رائے کے متعلق نیو یارک ٹائمز بات نہیں کرتا۔ جس اختلاف رائے کے متعلق اخبار تذکرہ کرتا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کے مطابق رہنے سے انکار کیا جائے اور قرآن کو ''اللہ کے آخری منشور کے طور پر تسلیم کرنے کو مسترد کیا جائے'' جس طرح کہ ارشاد منجی کا اختلاف رائے تھا جو ایک خود اقراری ہم جنس پرست عورت تھی اور ''اسلام کا المیہ'' (The Trouble with Islam) نامی کتاب کی مصنفہ تھی۔ نیو یارک ٹائمز جس اختلاف پر رائے زنی کرتا ہے وہ وہی ہے جس پر سوڈانی اکیڈیمک اور ہیومن رائٹس کا سرگرم کارکن عبداللہ النائم کام کرتا ہے۔ النائم کی کوشش یہ ہے کہ (نعوذ باللہ) قرآن کے ان حصوں کو مسترد کر دیا جائے جن کا نزول بحیثیت مدنی قرآن ہوا ہے۔ النائم کی نگاہوں میں مدینہ میں نازل شدہ قرآنی حصے مسلمان مردوں کو مسلمان عورتوں اور غیر مسلموں پر فوقیت دے کر امتیازی تفریق کو فروغ دیتے ہیں۔ ان ''تضادات'' کو دور کرنے کے لیے وہ نسخ (ناسخ و منسوخ کی اصطلاح) کو الٹا کرنے کی تجویز دیتا ہے یعنی (نعوذ باللہ) قرآن کے ان حصوں کو منسوخ کیا جائے جو مدنی ہیں اور جو ماقبل کے حصوں سے متضاد ہیں۔ یہ ہیں وہ چیزیں جو دورِ جدید کے کروسیڈرز چاہتے ہیں۔ یہ معاملہ قرآن کے حصوں کو مسترد کرنے پر بھی آ کر ختم نہیں ہوگا۔ ایوانجیلیکلز (اہل انجیل) نے حال ہی میں یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ قرآن پر مکمل پابندی لگا دی جائے۔

(جاری ہے)

نیوز آف دی ویک

''جو تیری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی''

میم سین

خبر: ''حکومتی نااہلی کی سزا سترہ کروڑ عوام کو نہیں ملنی چاہیے'' (میاں محمد نواز شریف)

تبصرہ: حضرت، حکومتی نااہلی کی سزا کب عوام کو نہیں ملی؟ یہ سزا 12 اکتوبر 1999ء سے کون بھگت رہا ہے؟ عوام ہی پرویز مشرف جیسی عفریت کی زد میں آئے۔ فوجی آپریشنز، خودکش بمبار اور ڈرون حملوں کی زد میں کون ہیں؟ جسمانی معذوریاں کن کو لاحق ہوئیں؟ دینی غیرت، ملکی سالمیت اور وقار کے نکلتے ہوئے جنازے کس کے لیے ذہنی ٹارچر بنے ہوئے ہیں؟ لیکن پھر بھی حال یہ ہے کہ نااہلوں کا میوزیکل چیئر جاری ہے۔ آج نواز شریف جو کچھ کہہ رہے ہیں کل یہی آصف علی زرداری کہیں گے۔ کیوں؟ اس لیے کہ ہم عوام انہیں کے زلف گرہ گیر کے اسیر بنے ہوئے ہیں۔ ذرا غور فرمائیں۔ شاعر نے کیا عمدہ بات کہی تھی ؎

جو تیری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو مرے نامۂ سیاہ میں تھی

جی ہاں، ہم عوام کے حصے میں ہمارے نامۂ سیاہ کی تیرگی ہی بدامنی، مہنگائی، بیروزگاری اور آفات و بلیات جیسی سزاؤں کی صورت میں آتی ہے، خواہ وہ میاں محمد نواز شریف، پرویز مشرف یا آصف علی زرداری کی حکومت کے ذریعے ہو۔ البتہ عوام کے ووٹ کی سیاہی اصحاب اقتدار کے لیے اقتدار کا حسن بن جاتی ہے۔

ہارپ: ہوائی وسمندری طوفان وزلزلہ لانے کا ہتھیار

نصرت مرزا

اخبار ''نیویارک ٹائمز'' میں ایک اسٹوری 8 دسمبر 1915ء میں امریکہ کے سائنسدان نیکولا ٹیسلا کے سائنسی تھیوری ٹیکنالوجی اور ایجادات کے بارے میں شائع ہوئی اور دوسری اسٹوری بھی ''نیویارک ٹائمز'' میں ہی مگر کوئی 25 سال بعد یعنی 22 ستمبر 1940ء کو شائع ہوئی۔ اس وقت اِس امریکی سائنسدان کی عمر کوئی 80 سال کی تھی۔ اس میں انہوں نے یہ نظریہ پیش کیا کہ موسم میں ایسے تغیرات لائے جاسکتے ہیں جو بارش برسا سکتے ہیں اور زلزلہ لاسکتے ہیں یا کسی جہاز کے انجن کو کسی خاص جگہ سے 250 کلومیٹر پہلے ہی ایک چھوٹی سی شعاع سے پگھلایا جاسکتا ہے، کسی خاص ملک خطہ یا علاقے کے گرد شعاعوں کا دیوار چین جیسا حصار قائم کیا جاسکتا ہے مگر معروف امریکی سائنسدانوں نے اس نظریہ کو یہ کہہ کر مشہور نہیں ہونے دیا کہ اُن کے نظریہ کو قبول کرلیا جائے تو کرۂ ارض کو توڑ دے گا مگر امریکی حکومت نے اُن کے نظریہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے پینٹاگون کو ذمہ داری سونپی۔

پینٹاگون نے High Frequency Active Aurol Research Program (HAARP) پر کام شروع کیا اور الاسکا سے 200 میل کی دوری پر ایک انتہائی طاقتور ٹرانسمیٹر نصب کیا۔ 23 ایکڑ پلاٹ پر 180 ٹاورز پر 72 میٹر لمبے انٹینا نصب کئے جس کے ذریعہ تین بلین واٹ کی طاقت کی 2.5-10 Electromagneticwave میگا ہرٹز کی فریکوئنسی سے چھوڑی جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ امریکن اسٹار وارز، میزائل ڈیفنس اسکیم اور موسم میں اصلاح اور انسان کے ذہن کو قابو کرنے کے پروگراموں پر عملدرآمد کیا جارہا ہے۔ موسمی تغیرات پیدا کرنے کے لئے ایک کم نگر طے شدہ کرۂ ارض کی فضائی تہوں میں کہیں بھی جہاں موسمی تغیر لانا ہو سے الیکٹرومیگنیٹک ویو الاسکا کے اس اسٹیشن سے چھوڑی جاسکتی ہیں، جو کئی سو میلوں کی قطر میں موسمی اصلاح کرسکتی ہے۔ امریکہ میں کسی بھی ایجاد کو رجسٹر کرانا ضروری ہے اور اس میں اُس کا مقصد اور اُس کی تشریح کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ HARRP کا پیٹنٹ نمبر 4,686,605 ہے۔ اس کے تنقید نگار نے اس کا نام جلتی ہوئی شعاعی بندوق رکھا ہے۔ اِس پیٹنٹ کے مطابق یہ ایسا طریقہ اور آلہ ہے جو کرۂ ارض کے کسی خطہ میں موسمیاتی تغیر پیدا کردے اور ایسے جدید میزائل اور جہازوں کو روک دے یا اُن کا راستہ بدل دے، کسی پارٹی کے مواصلاتی نظام میں مداخلت کرے یا اپنا نظام مسلط کردے۔ دوسروں کے انٹیلی جنس سگنل کو قابو میں کرے اور میزائل یا ایئر کرافٹ کو تباہ کردے۔ راستہ موڑ دے یا اس کو غیر مؤثر کردے یا کسی جہاز کو اونچائی پر لے جائے یا نیچے لے آئے۔ اس کا طریقہ یہ پیٹنٹ میں یہ لکھا ہے کہ ایک یا زیادہ ذرات کا مرغولہ بنا کر بالائی کرہ ارض کے قرینہ یا سانچے (Pattern) میں ڈال دے تو اس میں موسمیائی تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ اس کو موسمی اصلاح کا نام دیا گیا۔ پیٹنٹ کے مطابق موسم میں شدت لانا یا تیزی یا گھٹنا، مصنوعی حدت پیدا کرنا، اس طرح بالائی کرۂ ارض میں تبدیلی لاکر طوفانی سانچہ یا سورج کی شعاعوں کو جذب کرنے کے قرینے کو تبدیل کیا جاسکتا ہے اور اس طرح وہ زمین کے کسی خطہ پر انتہائی سورج کی روشنی، حدت کو ڈالا جاسکتا ہے۔ اس نظام پر ایک کتاب "Angles Don't play this Haarp" جو دو سائنسدانوں JEANE MANNING اور Dr. NICK BEGICH نے لکھی ہے، اس کے مطابق کرۂ ارض کا اوپری قدرتی نظام جو سورج کی روشنی کا اس طرح بندوبست کرتا ہے کہ اُس کو انسان دوست رکھنے کے لئے نقصان دہ شعاؤں کو جذب کرلیتا ہے، مگر ہارپ کا مقصد Ionosphere کو اپنی مرضی کے مطابق چلانا ہے۔ اس کو IonosphericHeater کا نام بھی دیا گیا ہے۔ اس کے ذریعہ وہ مصنوعی حدت یا اس میں کمی بیشی کی جاسکتی ہے۔ ہارپ کے بارے میں پہلی اطلاع 1958ء میں وہائٹ ہاؤس کے موسم کی اصلاح کے چیف ایڈوائزر کیپٹن ہوورڈ ٹی اور ویلی نے یہ کہہ کر دی کہ امریکہ کرۂ ارض کے موسم کو ہیر پھیر کے ذریعہ متاثر کرنے پر تجربات کررہا ہے۔ اسی طرح 1986ء پروفیسر گورڈن جے ایف میکڈونلڈ نے ایک مقالہ لکھا کہ امریکہ ماحولیات کنٹرول ٹیکنالوجی کے ملٹری مقاصد کے حصول کے لئے تجربات کررہا ہے۔ یہ جغرافیائی جنگوں میں کام آئے گی اور قلیل مقدار کی انرجی سے ماحول کو غیر مستحکم کردے گا۔

اس پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے مگر امریکہ کی رعونت اور امریکہ کی دنیا سے بے اعتنائی کوئی یوں ہی نہیں ہے، اس کے پیچھے اُس کی وہ سائنسی طاقت ہے جس میں ایٹم بم ایک حقیر ہتھیار ہو کر رہ گیا ہے۔ سائنسداں ہر وقت کام کرتے رہتے ہیں۔ پاکستان میں سائنسدانوں کو مقید کرکے رکھا جاتا ہے، وہاں پر موسموں کا ہیر پھیر، آب وہوا کی اصلاح، قطب جنوبی وقطب شمالی کی برف کو بڑی مقدار میں پگھلانا یا پگھلنے کو روکنا اور اوزون کی تہوں کو تراشنا، سمندری لہروں کو قابو کرنا، دماغی شعاعوں کو قبضہ کرنا، دو سیاروں کی انرجی فیلڈ پر کام ہورہا ہے۔ اسی وجہ سے 1970ء میں برزنسکی نے جہاں یہ کہا تھا کہ وہ دنیا کے طاقت کے محور کو امریکہ لے گئے ہیں اور اب کبھی یوروایشیا میں نہیں آنے دیں گے۔ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ زیادہ قابو میں رہنے والی اور ہدایت کے مطابق چلنے والی سوسائٹی، امریکی ٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے ابھرے گی اور معاشرہ یا اس کرہ ارض کے لوگ اُن لوگوں کے حکم پر چلیں گے جو زیادہ سائنسی علم رکھتے ہوں گے۔ یہ عالم لوگ روایتی اور منافقانہ یا بے تعصبی سے قطع نظر اپنے جدید ترین ٹیکنالوجی کو سیاسی عزائم کے حصول کے لئے بروئے کار لانے سے گریز نہیں کریں اور عوامی عادتوں اور معاشرہ کی کڑی نگرانی اور قابو میں رکھنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ جس صورت

پر کام کیا جا رہا ہو گا اس پر تحقیق اور سائنسی معیار اور مقدار
متحرک کی جائے گی۔ ان کی یہ پیش گوئی آج صحیح ثابت ہو رہی ہے۔ آج ''امراء'' سامنے آ رہے ہیں اور سائنس کو بروئے کار لا کر زلزلے، سونامی، موسم میں تغیر، جہازوں کے راستے، جہازوں کو گرایا جا رہا ہے اور سیلاب لائے جا رہے ہیں۔

پاکستان میں موسم برسات میں عموماً مون سون کے بادل مشرق سے آتے ہیں اور سردیوں کی بارش کے مون سون مغرب سے، مگر اس دفعہ جس کی وجہ سے پاکستان میں تاریخ کا بدترین سیلاب آیا، جس سے پاکستان کی زرعی معیشت زمین بوس ہو گئی اور کروڑوں افراد بے گھر ہو گئے، مون سون کے بادل مشرق اور مغرب سے آئے اور وزیرستان و شمالی علاقہ جات میں آ کر ٹکرا گئے، اب ایسا کیوں ہوا،، اس کے بعد ہم یہ سوچنے میں حق بجانب ہوں گے کہ پاکستان میں جو بدترین بارش ہوئی اور ہیبت ناک طوفان آیا قدرتی موسمی تغیرات اس کی وجہ ہیں یا یہ کسی انسانی عمل سے یہ تغیر پیدا ہوا۔ اس بات کے امکانات موجود ہیں کہ یہ تبدیلی بطور ہتھیار استعمال کی گئی، ایک خاص خطہ پر دو مون سون کو ٹکرا کر تباہی لائی گئی، اس کے بعد شبہات بڑھ گئے ہیں کہ 2005ء کا زلزلہ بھی زمینی پلیٹوں میں تبدیلی کر کے لایا گیا ہو۔ اِس بات پر بھی شک ہے کہ ایئر بلیو کی فلائٹ کے انجن کو کسی شعاع کے ذریعہ پگھلا دیا گیا اور سونامی بھی سمندری لہروں کو قابو کرنے کے کسی تجربہ کی بناء پر آیا ہو۔ ایسا کیوں کیا جا رہا ہے؟ کیا ہم ان سائنسی ایجاد کے پہلے ہدف ہیں اور ہمیں زیادہ مطیع بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے یا ہمارے ایٹمی اثاثہ جات کو ٹھکانے لگانا مقصود ہے۔ ایسا کرنے کے لیے، یہ کہا جا سکتا ہے کہ دو وار کئے جا چکے ہیں، ایک زلزلہ اور دوسرا سیلاب۔

اطلاع

مسجد دارالسلام باغِ جناح لاہور میں نمازِ عید حسبِ سابق امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب پڑھائیں گے۔ نماز کا وقت صبح 7 بجے طے کیا گیا ہے۔

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے نام

صدر پاکستان مسلم لیگ علماء ونگ سندھ

مولانا حضرت ولی ہزاروی کا تعزیتی مکتوب

محترم امیر صاحب، تنظیم اسلامی و رفقاءِ کار و اہل خانہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اما بعد! ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ہم سے جدا ہوتے وقت بہ زبانِ حال یوں کہہ گئے ؎

آئے تھے ہم مثل بلبل سیر گلشن کر چلے
سنبھال مالی باغ اپنا ہم تو اپنے گھر چلے

ڈاکٹر صاحب نے پورے جذبے اور ہمت کے ساتھ ملکی سطح پر قریہ قریہ، نگر نگر، اور بین الاقوامی سطح پر دین کی اشاعت و سربلندی کے لیے کام کیا۔ اللہ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ یہاں وقتاً فوقتاً جلسوں میں ان سے ملاقات ہوتی۔ کئی بار ان کے فکر انگیز خطابات سنے۔ اللہ تعالیٰ عالم برزخ میں بھی اور آخرت میں خصوصاً جنت کے اندر بھی ملاقاتیں نصیب فرما دے۔

میں نے جمعیت علماء اسلام میں مرکزی شوریٰ کے رکن اور جمعیت کراچی ڈویژن کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے نیز اب صدر پاکستان مسلم لیگ علماء ونگ سندھ کی حیثیت سے عرصہ چالیس سال کے تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں اُن کا دور دیکھا، اور پھر میثاق اور ندائے خلافت کے قاری کی حیثیت سے ڈاکٹر صاحب کی مدبرانہ، مخلصانہ صلاحیتوں کا بغور مطالعہ کیا۔ ڈاکٹر صاحب اور ان کے چند رفقاءِ کار کی کاوشوں نے مسلمانوں کی نمائندگی کا جو حق ادا کیا ہے، وہ قابل تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ ان خدمات کو قبول فرمائے۔ نیز دعا ہے کہ اب آپ اور آپ کے رفقاء کو اللہ تبارک وتعالیٰ استقامت نصیب فرمائے۔

ہمیں یاد ہے کہ شریعت بل کے نفاذ کے لیے جدوجہد میں جے یو آئی (ف) گروپ نے شریعت بل کو فراڈ بل کہا اور اِس کی مخالفت کی، مگر ڈاکٹر صاحب کی قائم کردہ تنظیم اسلامی نے اس کے لیے سردھڑ کی کوششیں کیں۔ اس ضمن میں تنظیم اسلامی کی قربانیاں تاریخ کا ایک حصہ بن چکی ہیں۔ اِسی طرح تنظیم اسلامی کا ہر میدان میں ایک رول ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ تنظیم ڈاکٹر صاحب کے لیے صدقہ جاریہ بنے گی، اور اِس کی جدوجہد ملک و ملت کے لیے بارآور ثابت ہوگی۔ نیز ملک و ملت کے تحفظ اور نظریۂ پاکستان کو تمام آفتوں، فتنوں سے بچانے کے لیے یہ تنظیم سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس تنظیم کو مزید ترقی نصیب فرمائے۔ ہماری زندگیوں کا اصل مقصد تو صرف رضائے الٰہی ہے۔ اِسی کے ہم سب متلاشی ہیں ؎

اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری
جو تو میرا تو سب میرا، فلک میرا، زمین میری

ملک میں نفاذِ اسلام کے لیے ڈاکٹر صاحب کا فلسفہ گویا یہ تھا کہ ؎

کچھ دن کے لیے طرزِ عبادت کو بدل ڈال
کچھ دن کے لیے طرزِ سیاست کو بدل ڈال

وہ امت کی وحدت کے پیامبر تھے۔ اُن کا یہ پیغام اور اتحاد کا نعرہ ہمارے دلوں پر سدا ثبت رہے گا ؎

جن چراغوں سے تعصب کا دھواں اُٹھتا ہو
ان چراغوں کو بجھا دو کہ اجالا ہو جائے

ڈاکٹر صاحب کی یاد میں چند اشعار:

زندگی انسان کی اک دم کے سوا کچھ بھی نہیں
دم ہوا کی موج ہے رم کے سوا کچھ بھی نہیں
گل تبسم کہہ رہا تھا زندگانی کو مگر
شمع بولی گریۂ غم کے سوا کچھ بھی نہیں

اور

زمدح نا تمام ما جمالِ شیخ مستغنی است
بہ آب و رنگ وخال وخط چہ حاجت روئے زیبا را

اور

ہستیٔ رنگ گلستانِ جہاں کچھ بھی نہیں
چیختی ہیں بلبلیں گل کا نشاں کچھ بھی نہیں
جس جگہ تھا جم کا جلسہ اور خسرو کے محل
چند قبروں کے سوا دیکھو وہاں کچھ بھی نہیں
ہو گئے لقمہ زمیں کا موت سے کھا کر شکست
فوجدارِ لشکرِ نوشیرواں کچھ بھی نہیں

والسلام مع الکرام

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب جنوبی کے زیر اہتمام احتجاجی مظاہرہ

تنظیم اسلامی حلقہ جنوبی پنجاب کے زیر اہتمام 10 جولائی کو شام 5 بجے نواں شہر چوک ملتان میں حکومتی پالیسیوں کے خلاف ایک احتجاجی مظاہرہ ہوا۔ مظاہرہ میں ملتان کی تمام تناظیم، تنظیم اسلامی وہاڑی اور منفرد رفقاء نے شرکت کی۔ شرکاء کی تعداد 130 کے قریب تھی۔ انہوں نے حکومت کی غلط خارجہ پالیسی سے متعلق بینرز، اور پلے کارڈ اُٹھا رکھے تھے۔ اس دوران 5 ہزار کی تعداد میں ہینڈ بل ''ہم کدھر جا رہے ہیں؟'' بھی تقسیم کیے گئے۔ نمازِ عصر کے بعد شروع ہونے والا یہ مظاہرہ سات بجے تک جاری رہا۔ اختتامی خطاب محمد سلیم اختر نے کیا۔ مظاہرہ کی قیادت امیر حلقہ محمد طاہر خاکوانی نے کی۔ اختتامی خطاب و دعا کے بعد رفقاء گھروں کو چلے گئے۔ شدید گرمی کے باوجود رفقاء نے جس ثابت قدمی اور جوش و جذبہ کا مظاہرہ کیا، وہ قابل تحسین ہے۔ مظاہرہ کی اطلاع 3 دن قبل مقامی اخبارات کو بذریعہ خط پہنچائی گئی۔ چنانچہ اس موقع پر صحافی حضرات بھی موجود تھے۔ (مرتب: شوکت حسین انصاری)

معاشرتی منکرات کے خاتمے کے لیے تنظیم اسلامی لاہور کے مظاہرے

12 جولائی 2010ء کو تنظیم اسلامی لاہور کے زیر اہتمام معاشرتی نظام میں موجود منکرات کے خاتمے کے لیے یادگار چوک، سمن آباد، اقبال ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن، گڑھی شاہو، شاد باغ، جوہر ٹاؤن، واپڈا ٹاؤن، کرشن نگر اور دیگر مقامات پر رفقاء تنظیم اسلامی نے پُرامن مظاہرے منعقد کیے۔ مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خفیہ اور علانیہ بے حیائی حرام ہے۔ جنسی بے راہ روی سے خاندانی نظام کی حرمت پامال اور معاشرتی نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ ہمارا معاشرہ یورپ کی اندھا دھند تقلید میں ذہنی سکون اور قلبی راحت سے محروم ہو رہا ہے۔ مقررین نے کہا کہ اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کیے بغیر معاشرے سے بے حیائی اور جنسی بے راہ روی کا تدارک ممکن نہیں۔ پاکستان میں نکاح کو آسان بنانے اور پاکیزہ معاشرتی ماحول کی تشکیل کے لیے عوام کو فکری میدان میں بھرپور جہاد کرنا ہوگا اور پُرسکون معاشرے کی تشکیل کے لیے مخلوط طرزِ معاشرت کو ترک کر کے اسلامی طرزِ معاشرت کو اپنانا ہوگا۔ ہمیں ملک میں مکمل اسلامی نظام کے قیام کے لیے سنجیدگی دکھانا ہوگی، کیونکہ اسلام قائم ہونے کے بعد ہی بندگی کے تقاضوں کو ہم صحیح معنوں میں پورا کر سکیں گے۔ لاہور کے مختلف مقامات پر منعقد ہونے والے مظاہروں میں رفقاء تنظیم نے موضوع کی مناسبت سے قرآنی آیات اور احادیث کی عبارتوں سے مزین بینرز اور پلے کارڈ اُٹھا رکھے تھے۔ (مرتب: وسیم احمد)

چشتیاں میں 25 روزہ فہم دین کورس

16 جون تا 10 جولائی چشتیاں شہر میں 25 روزہ فہم دین پروگرام ہوا۔ پروگرام کی تشہیر کے لیے بڑی تعداد میں ہینڈ بل اور بینرز استعمال کیے گئے۔ مرکز حلقہ سے امیر حلقہ کے ساتھ سجاد سرور اور راقم وقت مقررہ سے پہلے ہی پہنچ جاتے۔ مغرب کی نماز آئیڈیل پبلک ماڈل سکول (جہاں یہ پروگرام ہوتا تھا) سے ملحقہ مسجد میں ادا کی جاتی۔ بعد نمازِ مغرب پروگرام کا آغاز ہوتا۔ پہلا پیریڈ حدیث مبارکہ کا ہوتا جو سجاد بھائی پڑھاتے تھے۔ راقم کے ذمے تجوید القرآن اور دیگر مضامین (نماز مع ترجمہ، دعائیں وغیرہ) تھے۔ 25 روزہ پروگرام میں سورۃ البقرہ پر مفصل بیان ہوا۔ یہ سورت امیر حلقہ محمد منیر پڑھاتے رہے۔ پروگرام بغیر کسی وقفے کے عشاء تک جاری رہتا۔ دورانِ تدریس ریفریشمنٹ بھی کروائی جاتی۔ آئیڈیل سکول کے پرنسپل جناب محمد افضل نے (جو تنظیم کے رفیق بھی ہیں) انتظامی امور میں بہت تعاون کیا۔ پروگرام کے ناظم پروفیسر محمد امین نوشاہی نے اپنی ٹیم کے ہمراہ بہت عمدگی سے یہ پروگرام چلایا۔ رفقاءِ تنظیم محمد عمران (معتمد مقامی) ملک شہزاد، محمد زمان اور محمد حبیب نے اُن کی بھرپور معاونت کی۔ پروگرام میں 52 مرد اور 27 خواتین نے شرکت کی۔ اختتام پر 9 مرد اور 5 خواتین نے تنظیم اسلامی میں شمولیت کے لیے بیعت فارم بھرا۔ الحمدللہ، یہ پروگرام بہت کامیاب رہا۔ اللہ ہماری اس کوشش کو قبول کرے اور ہمیں دین پر استقامت، اور پروگرام کے منتظمین کو جزائے خیر دے۔ آمین (مرتب: محمد رضوان عزمی)

حلقہ ملاکنڈ میں منعقدہ مبتدی تربیتی کورس کی روداد

حلقہ ملاکنڈ تنظیم اسلامی کا وہ علاقائی یونٹ ہے جس میں اضلاع، دیر، چترال، سوات، ملاکنڈ ایجنسی اور باجوڑ ایجنسی شامل ہے اور جسے بانیٔ محترم ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم اُس خراسان کا حصہ سمجھتے تھے جو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں خراسان کہلاتا تھا۔ یہاں ضلع دیر کے صدر مقام دیر میں 11 تا 17 جولائی مبتدی تربیتی کورس کا انعقاد ہوا۔ جس میں 35 رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ حلقہ کے مقامی مدرسین کے علاوہ مرکزی ناظم دعوت و تربیت رحمت اللہ بٹر صاحب اپنے معاون کے ساتھ شرکت کی اور نائب ناظم اعلیٰ شمالی پاکستان خالد محمود عباسی صاحب نے معاونت کی۔

مقامی تنظیم کے رفقاء نے پروگرام کا بندوبست ایک پبلک سکول میں کیا تھا اور انہوں نے خود کو ہر قسم کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرما کر اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ روزانہ پروگرام کا آغاز نمازِ تہجد سے ہوتا، پھر نماز کا ترجمہ اور نبی کریم ﷺ سے منقول روزمرہ دُعاؤں کو یاد کرایا جاتا، نمازِ فجر کے بعد درسِ قرآن ہوتا۔ ناشتا کے بعد 8 بجے پہلے سیشن کا آغاز ہوتا، جو ایک بجے تک جاری رہتا۔ چائے کے وقفہ کے ساتھ کل چار پریڈ ہوتے، جس میں مختلف موضوعات پر لیکچر ہوتے۔ نمازِ ظہر کے بعد عصر تک آرام کا وقفہ اور پھر دوسرا سیشن شروع ہو کر نمازِ عشاء تک جاری رہتا، جس میں دوسرے موضوعات کے علاوہ رفقاء کا تفصیلی تعارف، سوال و جواب اور بانیٔ محترم کا ''اسلام کا انقلابی منشور'' پر ویڈیو خطاب دکھایا جاتا۔ یہ کورس ہفتہ بھر جاری رہنے کے بعد 17 جولائی کو اختتام پذیر ہوا۔ شرکاء کے تاثرات معلوم کرنے کے بعد امیر حلقہ نے آخری ہدایات میں رفقاء پر زور دیا کہ وہ نہ صرف وہ اِن باتوں کو تازہ رکھیں بلکہ داعی بننے کی کوشش کریں، تاکہ اُمت مسلمہ کے اندر درپیش چیلنجوں سے نمٹنے کی صلاحیت پیدا ہو۔ وہ عدلِ اجتماعی کے قیام کے لیے اپنی توانائیاں لگا دیں اور آخرت کی کامیابی کو پیشِ نظر رکھیں۔ اس نشست میں مقامی احباب کے ساتھ علماء حضرات بھی تشریف لائے تھے، جن کے ساتھ امیرِ حلقہ نے دعوتی حوالے سے گفتگو کی اور اُن سے عرض کی کہ فکری ہم آہنگی کے لیے ہمیں ایک دوسرے کا لٹریچر پڑھنا چاہیے۔ بہت سے احباب نے مکتبہ سے کتابیں خریدیں اور رابطہ رکھنے کا وعدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں ایمان پر استقامت عطا فرمائے اور اقامتِ دین کی جدوجہد کی توفیق دے۔ (مرتب: احسان الودود)

حلقہ کراچی جنوبی کا ماہانہ دعوتی اجتماع

حلقہ کراچی جنوبی کا ماہانہ دعوتی اجتماع 18 جولائی کو صبح گیارہ بجے گلستانِ انیس کلب میں منعقد ہوا۔ اس موقع پر امیر حلقہ حافظ نوید احمد نے ماہِ رمضان المبارک کی خصوصی اہمیت اور اس ماہِ مبارک سے قرآن کے اٹوٹ تعلق کے حوالے سے نہایت جامع انداز میں سامعین کو آگہی بخشی۔ انہوں نے سورۃ البقرہ کے 23 ویں رکوع کی روشنی میں رمضان المبارک کی خصوصی عبادات (صیام و قیام) اور اُن سے حاصل ہونے والے نتائج و ثمرات کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم اس ایک مہینہ میں اپنی بے لگام خواہشات پر قابو پانے کا ہنر سیکھ جائیں۔ اس ماہ مقدس میں ہم اللہ کے خوف یا اس کی ناراضی کے ڈر سے روزے کی حالت میں حلال چیزوں سے بھی پرہیز کرتے ہیں کہ اللہ کا حکم یہی ہے، تو اس ماہ کے علاوہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرنا اور ان سے اپنا دامن بچانا ہمارے لیے کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ نے سفر یا بیماری کی حالت میں رعایت بھی دی ہے۔ انہوں نے کہا

کہ روزہ کی عبادت کو اس کی روح کے مطابق انجام دے کر ہم اپنی حیاتِ دنیوی کو قابلِ رشک، نہایت آسان اور حیاتِ اخروی کو قابلِ فخر اور پُر انعام بنا سکتے ہیں۔

امیر حلقہ کے بعد صدر انجمن خدام القرآن سندھ اعجاز لطیف نے رمضان المبارک میں منعقد ہونے والی دورۂ ترجمۂ قرآن کی محافل کا ذکر کیا۔ انہوں نے ان محافل کے انعقاد کے لیے کسی بھی درجے میں کوشش کرنے والوں اور ان میں شرکت کرنے والوں کے اجر اور ان پر اللہ کے انعامات کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ جس طرح ماہِ رمضان میں صیام و قیام تمام مسلمانوں کے لیے آئندہ رمضان تک اللہ کی فرمانبرداری کی مشق کی حیثیت رکھتے ہیں، اسی طرح اس ماہ میں منعقد ہونے والی یہ نورانی و بابرکت محافل اور ان میں قرآن کو سمجھنے اور سیکھنے کا عمل دیگر افراد کے علاوہ خصوصاً رفقائے تنظیم کے لیے نہایت اہمیت کے حامل ہے۔ ہمیں اپنی روحانی ترقی کے لیے اپنی دیگر تمام مصروفیات کو حتی الامکان ترک کر کے ان محافل میں پابندی کے ساتھ شریک ہونا چاہیے۔

یہ اجتماع دن گیارہ بجے سے ایک بجے تک جاری رہا۔ اس میں تقریباً 200 رفقاء و احباب شریک ہوئے۔ (رپورٹ: محمد یوسف صدیقی)

منفرد اُسرہ چکوال کے زیر اہتمام درس قرآن

24 جولائی 2010ء کو بعد نماز مغرب منفرد اُسرہ چکوال کے زیر اہتمام درس قرآن ہوا جس کے لیے خصوصی طور پر ناظم حلقہ پنجاب پوٹھوہار جناب مشتاق حسین کو دعوت دی گئی تھی۔ مدرس نے سورۃ الحدید کی چند آیات کا درس دیا۔ آیات کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مومن کے لیے سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ وہ آخرت میں سرخرو ہو۔ اس کامیابی کے حصول کے لیے ہمیں قرآن و سنت پر عمل پیرا ہونا ہوگا۔ اس پروگرام میں تقریباً 100 رفقاء اور احباب نے شرکت کی، جس میں زیادہ تر تعداد وکلاء حضرات کی تھی۔ شرکاء نے درس قرآن کو بھی بڑی دلجمعی سے سنا اور سراہا، اور آئندہ کے لیے بھی اس قسم کے پروگراموں کے انعقاد کی خواہش ظاہر کی۔ یہ پروگرام نماز عشاء تک جاری رہا۔ اس کے بعد تمام حضرات کو کھانا پیش کیا گیا، جس کا انتظام رفقاء اُسرہ نے کیا ہوا تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری یہ معمولی سعی اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمیں قرآن و سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔ آمین

(مرتب: محمد زمان)

تنظیم اسلامی صادق آباد کے زیر اہتمام ایک روزہ تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی صادق آباد کے زیر اہتمام 25 جولائی 2010ء کو ایک روزہ دعوتی پروگرام منعقد کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز سوا نو بجے عامر شہزاد کے درس قرآن سے ہوا۔ اُس کے بعد محمد یونس بٹ نے درس حدیث دیا۔ موضوع تھا: ہمسائے کے حقوق۔ ذکاء الرحمٰن نے سیرت کی کتاب ”الرحیق المختوم“ سے ایک باب پڑھ کر سنایا۔ چائے کے وقفہ کے بعد راقم نے ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ کے موضوع پر گفتگو کی۔ بعد ازاں مسلم جاوید نے مطالعہ لٹریچر کروایا۔ اُن کا موضوع تھا: جماعت میں بیعت کی اہمیت۔ کلام اقبال اور اس کی تشریح بھی پروگرام میں شامل تھی۔ یہ ذمہ داری راقم نے نبھائی۔ پروگرام کے آخر میں یونس بٹ نے مختلف تنظیمی اور تربیتی امور پر رفقاء سے مشاورت کی۔ نمازِ ظہر کے بعد یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں 20 ساتھیوں نے شرکت کی۔ (رپورٹ: محمد نسیم چودھری)

اسلام آباد: مسجد عمر فاروق میں دورۂ ترجمہ قرآن جاری ہے

الحمدللہ، اسلام آباد میں بھی رمضان المبارک کی بابرکت راتوں میں قرآن کے ساتھ جاگنے کا موقع میسر آ رہا ہے۔ مسجد دیوان عمر فاروق، ایف ٹین مرکز میں تراویح مع دورۂ ترجمۂ قرآن کا سلسلہ جاری ہے۔ تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی کے ناظم خالد محمود عباسی کا انداز بیاں انتہائی پُر اثر ہے اور قرآن حکیم تو ویسے بھی کلام معجز ہے۔ اِس کا بیان تو دلوں کو مسخر کرتا چلا جاتا ہے۔ ماشاء اللہ حاضرین کا شوق اور جذبہ دیدنی ہے۔ اپنی دن کی مصروفیات کے باوجود دور و نزدیک سے آنے والے افراد قرآن میں اپنے دلوں کا سکون تلاش کرتے ہیں۔ اور یقیناً ہر ایک کو بقدر شوق وہ ملتا بھی ہے۔ ہمارے بزرگوں کے ساتھ ساتھ کافی نوجوان شرکاء بھی پورے انہماک کے ساتھ دورۂ قرآن سُنتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شرکاء کا آنا اور منتظمین کی کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین (مرسلہ: محمد احمد بلال)

دُعائے مغفرت کی اپیل

امیر تنظیم اسلامی قاسم آباد (حلقہ سندھ زیریں) واجد علی شیخ کی اہلیہ انتقال کر گئیں

تنظیم اسلامی سیالکوٹ جنوبی کے امیر عبدالقدیر بٹ کی ہمشیرہ وفات پا گئیں

ہارون آباد کے رفیق عبدالوحید دل کا دورہ پڑنے سے انتقال فرما گئے

ہارون آباد کے رفقاء محمد صفدر اور امتیاز احمد کے بھائی ریاض احمد کینسر سے انتقال کر گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین و مرحومات کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء سے بھی دُعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

رجوع الی القرآن کورسز (پارٹ I اور II)

میں داخلے جاری ہیں!

تعلیم یافتہ حضرات کے لیے قرآن حکیم کو سمجھنے اور فہم دین کے حصول کا سنہری موقع

یہ کورسز بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم انٹرمیڈیٹ کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' ان کورسز کے ذریعے ان کو ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے۔ طلبہ کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے کورسز کو دو' دو سمسٹرز میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہفتے میں پانچ دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہوگی۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہوگی۔

نصاب (پارٹ I)

1. عربی صرف و نحو
2. ترجمۂ قرآن (تقریباً پانچ پارے)
3. آیاتِ قرآنی کی صرفی و نحوی تحلیل (تقریباً دو پارے)
4. قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی (منتخب دروسِ قرآن)
5. تجوید و حفظ
6. مطالعۂ حدیث
7. اصطلاحاتِ حدیث
8. اضافی محاضرات

نصاب (پارٹ II)

1. مکمل ترجمۃ القرآن (مع تفسیری توضیحات)
2. مجموعۂ حدیث
3. فقہ
4. اصولِ تفسیر
5. اصولِ حدیث
6. اصولِ فقہ
7. عقیدہ
8. عربی زبان و ادب
9. اضافی محاضرات

- اس سال کلاسز کا آغاز 21 ستمبر سے ہوگا
- داخلہ کے خواہشمند خواتین و حضرات 20 ستمبر کو صبح دس بجے انٹرویو کے لیے قرآن اکیڈمی تشریف لائیں
- پارٹ II میں خواتین کی شرکت کا انتظام نہیں ہے

نوٹ: پارٹ I میں داخلے کے لیے انٹرمیڈیٹ پاس ہونا اور پارٹ II میں داخلے کے لیے رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I) پاس کرنا لازمی ہے

کورسز کے تفصیلی پراسپکٹس درج ذیل پتہ سے حاصل کریں:

ناظم شعبہ تدریس قرآن اکیڈمی

K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: 3-35869501

email:irts@tanzeem. org

of every day drone attacks by the Americans with collaboration and consent of our own civil and military authorities, when terrorists hit the civilians and the military personals and many of the tribal people become subject to large retaliatory air and land attacks by our own army, when a great number of the settlers from the Punjab are ruthlessly becoming the victim of the insurgents and mutineers in Balochistan.

All such successive tragic happenings indicate that human life having reverence and sanctity even more than Kaaba, is going rapidly lost. After painful massacre of the innocent teenager girl students of Jamea Hafsah in Islamabad with vicious command of military dictator ruling then and burning their bodies with the use of phosphorus, now what happened in Sialkot with two brothers is the most woeful and heartbreaking incident.

بقیہ: بند بنائیں مگر اللہ سے بھی بنا کر رکھیں!

اے اہل پاکستان! تم کیا سمجھتے ہو کہ تمہارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اللہ کا واشگاف اعلان ہے کہ وہ کسی کو نعمت دے کر واپس نہیں لیتا جب تک کہ کوئی اپنی نالائقی کی وجہ سے اس نعمت کی ناقدری خود نہ کرے۔ آیئے، اپنی حالت پر غور کریں اور آئندہ کے لیے عہد کریں کہ ہم اپنے رب کو راضی کریں گے۔ انفرادی طور پر گناہ اور بے حیائی سے بچیں گے اور اجتماعی سطح پر اللہ کا دین نافذ کریں گے۔ پھر دیکھنا، اللہ اپنا وعدہ کیسے پورا کرتا ہے۔ رب کو راضی رکھ کر بند بھی باندھیں۔ رب اس سے منع نہیں کرتا۔ وہ اسباب اختیار کرنے کا خود حکم دیتا ہے۔ اس کو جو چیز ناپسند ہے وہ اسباب کی بندگی ہے۔ آج کے مسلمان کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ رب کو تو مانتا ہے لیکن رب کی نہیں مانتا۔ انفرادی زندگی میں بھی رب کی نافرمانی ہو رہی ہے اور اجتماعی سطح پر ہم بھی طاغوتی نظام کے وفادار بنے ہوئے ہیں۔ جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ اللہ ہم سب کو اپنے دربار میں رجوع کی توفیق عطا فرمائے۔ کچھ دوستوں نے بتایا کہ وہ مدد کرنے کے لیے بعض لوگوں کے پاس گئے۔ ان کو اشیائے ضروریہ دینے کے بعد ان سے درخواست کی کہ وہ مصیبت کی اس گھڑی میں رب سے گڑگڑا کر دعائیں مانگیں۔ ایسے میں لوگوں نے انتہائی ناشائستہ جواب دیا کہ ہمارے پاس کیا بچا ہے کہ ہم دعا کریں۔ نعوذ باللہ یہ اللہ سے ناراضی کا اظہار کس چیز کی نشان دہی کر رہا ہے۔ کیا ہم آخری حدوں کو چھونا چاہتے ہیں؟ تا کہ اللہ ہمیں صفحۂ ہستی سے مٹا دے۔ (اعاذنا اللہ من ذٰلک)

بیابہ مجلس اسرار

دین کیا ہے؟

لفظ ''دین'' پر توجہ کو مرکوز کیجیے۔ عربی لغت میں اس کا اساسی مفہوم بالکل وہی ہے جس میں یہ لفظ ''اساس القرآن'' یعنی سورۂ فاتحہ کی تیسری آیت میں مستعمل ہوا ہے یعنی بدلہ (جو لامحالہ نیکی کا جزا کی صورت میں ہوگا اور بدی کا سزا کی شکل میں)۔ چنانچہ قرآن حکیم کی ابتدائی سورتوں میں یہ لفظ بغیر کسی اضافی یا توصیفی ترکیب کے اپنی سادہ ترین صورت میں بدلے اور جزا و سزا ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ جیسے: ﴿اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یُکَذِّبُ بِالدِّیۡنِ ①﴾ (الماعون) ''تم نے دیکھا اسے جو جھٹلاتا ہے جزا وسزا کو'' ﴿فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعۡدُ بِالدِّیۡنِ ⑦﴾ (التین) ''تو اس کے بعد کیا چیز آمادہ کرتی ہے تجھے جزا وسزا کے جھٹلانے پر؟'' ﴿کَلَّا بَلۡ تُکَذِّبُوۡنَ بِالدِّیۡنِ ⑨﴾ (الانفطار) ''کوئی نہیں، بلکہ تم جھٹلاتے ہو جزا وسزا کو!'' اور سورۃ الفاتحہ کے علاوہ مختلف مقامات پر بارہ مرتبہ آیا ہے یہ لفظ 'یوم' کی اضافت کے ساتھ یومِ قیامت کے معنی میں یعنی بدلے یا جزا وسزا کا دن!

پھر چونکہ بدلے اور جزا وسزا کا تصور لازماً مستلزم ہے کسی قانون اور ضابطے اور اُس کی اطاعت و متابعت کے تصور کو، لہٰذا لفظِ 'دین' نے بھی جب اپنی اصل لغوی اساس سے اُٹھ کر قرآنی اصطلاح کی صورت اختیار کی تو اس میں اوّلاً اطاعت کا مفہوم پیدا ہوا۔ چنانچہ قرآن حکیم میں دو مرتبہ ''مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ'' اور ایک بار ''مُخۡلِصًا لَّہٗ دِیۡنِیۡ'' اور چھ مرتبہ ''مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ'' کے الفاظ اطاعت اور بندگی و فرمانبرداری کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر لینے ہی کے مفہوم میں آئے ہیں جن میں مزید زور اور تاکید کے لیے کہیں کہیں اضافہ کیا جاتا ہے ''حَنِیۡفًا'' یا ''حُنَفَآءَ'' کے الفاظ کا۔ اور یہی مفہوم ہے قرآن حکیم کے ان الفاظ مبارکہ کا کہ: ''اَلَا لِلّٰہِ الدِّیۡنُ الۡخَالِصُ'' (الزمر:3) اور ''وَلَہُ الدِّیۡنُ وَاصِبًا'' (النحل:52) — اور بالآخر اس نے 'نظامِ اطاعت' کی صورت اختیار کر لی جس کی اضافتِ حقیقی تو اس ذات کی طرف ہوتی ہے جسے مطاع مان کر نظامِ زندگی کا تفصیلی ڈھانچہ اور ضابطہ تیار کیا گیا ہو جیسے سورۃ یوسف میں فرمایا:

﴿کَذٰلِکَ کِدۡنَا لِیُوۡسُفَ ؕ مَا کَانَ لِیَاۡخُذَ اَخَاہُ فِیۡ دِیۡنِ الۡمَلِکِ﴾ (یوسف:76)

''اس طرح ہم نے تدبیر کردی۔ یوسفؑ کے لیے ورنہ بادشاہ کے قانون کی رُو سے وہ مجاز نہ تھے کہ اپنے بھائی کو روک سکتے۔''

گویا مصر کے اس دور کے رائج الوقت نظامِ ملوکیت کو جس میں مطاعِ مطلق کی حیثیت بادشاہ یا 'مَلِک' کو حاصل تھی قرآن حکیم ''دین الملک'' سے تعبیر کرتا ہے۔ اور ٹھیک اسی مفہوم (Sense) میں قرآن مجید نے استعمال کیے ہیں ''دِیۡنِ اللّٰہِ'' کے الفاظ سورۃ النصر میں۔ گویا آنحضور ﷺ کی بیس سال سے زائد جدوجہد کے نتیجے میں جب عرب میں یہ صورتِ حال پیدا ہوگئی کہ اللہ ہی کو مطاعِ مطلق مان لیا گیا اور لوگ جوق دَر جوق اور گروہ در گروہ اس کے نظامِ اطاعت میں داخل ہوتے چلے گئے تو اسے قرآن مجید نے ''دِیۡنِ اللّٰہِ'' کے الفاظ سے تعبیر کیا — (اور اس اعتبار سے دیکھا جائے تو ہرگز غلط نہ ہوگا اگر دورِ جدید کے محبوب و مقبول طرزِ حکومت یعنی جمہوریت کو جس میں غلط یا صحیح بہرحال نظری طور پر حاکمیت کے حامل قرار دیے جاتے ہیں جمہور تعبیر کیا جائے 'دِیۡنُ الۡجُمۡہُوۡر' کے الفاظ سے!)

حاصل کلام یہ ہے کہ ''دین الحق'' سے مراد ہے ''دِیۡنُ اللّٰہِ'' یعنی وہ نظامِ زندگی جو اللہ تعالیٰ کی اطاعتِ کُلی و مطلقہ کی بنیاد پر قائم ہو اور یہ دراصل خاتم النبیین و آخر المرسلین ﷺ کو عطا شدہ اتمامی و تکمیلی صورت ہے اس ''اَلۡمِیۡزَان'' کو جو تاریخ انسانی کے مختلف ارتقائی مراحل پر قدرے مختلف صورتوں میں عطا ہوتی رہی تھی سابق رسولوں کو عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ — اور اس اعتبار سے اس کی حیثیت ہے اس 'نظامِ عدلِ اجتماعی' کی جس میں ہر ایک کے حقوق و فرائض کا صحیح صحیح تعین کر دیا گیا ہے ''تا کہ لوگ قائم رہیں اس نظامِ قسط پر۔''

Muneer Ahmad Khalili

HOW SAVAGERY HAS BECOME A COMMON BEHAVIOR?

When it happens like what the world saw in the footages shown on almost all the TV channels, befalling two brothers, both the teenager students, in Sialkot? When mobs go rapacious to such an extent carrying on the crime of ferociously crushing the bodies of the boys with heavy bricks, sticks and other blunt weapons for almost two hours. Their half-dead bodies were kept hung and dragged on the rough ground which even wolves do not gnaw on their prey for such a long time? This terrible happening took place while not only dozens of the people were callously witnessing the brutality standing around them, but the police were also there on the spot?

It happens only in worse law and order situation when remissness of the authorities responsible for law enforcing is manifest, entire society is either greatly scared or outraged and in a state of psychological disorder they resort to violence and lawbreaking. When the justice is shackled or palsied and miscreants start holding the 'public courts' on the roads and streets to settle their disputes mischievously creating chaotic situation in the society. It happens when law of the state becomes either blind or biased, differently dealing with the higher class of the society and the common people. Our Holy Prophet SAW is reported to have said in a case of theft by a women belonging to an esteemed tribe: “The communities before you were destroyed because when someone from their higher class committed a crime they let him go but when the perpetrator of the same crime was from among the poor punishment of Hadd used to be established…” (Muslim)

Perhaps we are approaching to the same end of getting collectively perished granting the powerful people of the society the right to do whatever they want to do. Discrimination is in practice with a vogue concept that some people are special and some others are unimportant. The same is repeated here now with us with immunity rights of the head of the Islamic Republic of Pakistan. Enjoying this type of unjust rights he makes entire system tainted with his corruption but defiantly blocks the course of justice by not letting the law come in force against him. Entire administrative machinery works to thwart the courts doing justice. The federal law minister, protecting his boss, impedes opening the corruption cases against the man who has earned notoriety of having huge of money in foreign banks and a lot of property in New York, London, Paris and Dubai. It happens when interior minister of one of the provinces of the state shamelessly declares himself to be 'badmaash' (rogue). It also happens when some of the federal ministers prove to be so selfish and cruel that they manage to break the dykes to change the course of the floodwater towards poor localities just to save their own lands causing ruin to the thousands of the people in flood disaster. Such sad incidents are more likely to happen when a provincial minister in Sind gets two trucks of the relief goods going for the flood hit needy people unloaded at her residence. Lawlessness of this kind is destined when in the daylight the dacoits under the nose of the police without any check freely loot those who are already under catastrophic troubles. We have to go through such a horrible situation when jagirdars, waderas and sardaars in all the four provinces including the ministers, MNAs, MPAs and senior ruling party members are patrons of the gangs of the looters and abductors.

It can most probably take place when human life is so cheep that almost half a dozen tragedies of target killings in Karachi, the biggest city of the country, is a normal and routine thing of every day and three allies in the government blame each other of carrying out such savagery. It happens when innocent people become targets